عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۳ | یکم تا ۷/ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق یکم تا ۷/ مئی ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۱۷

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث

مصدقہ رپورٹ

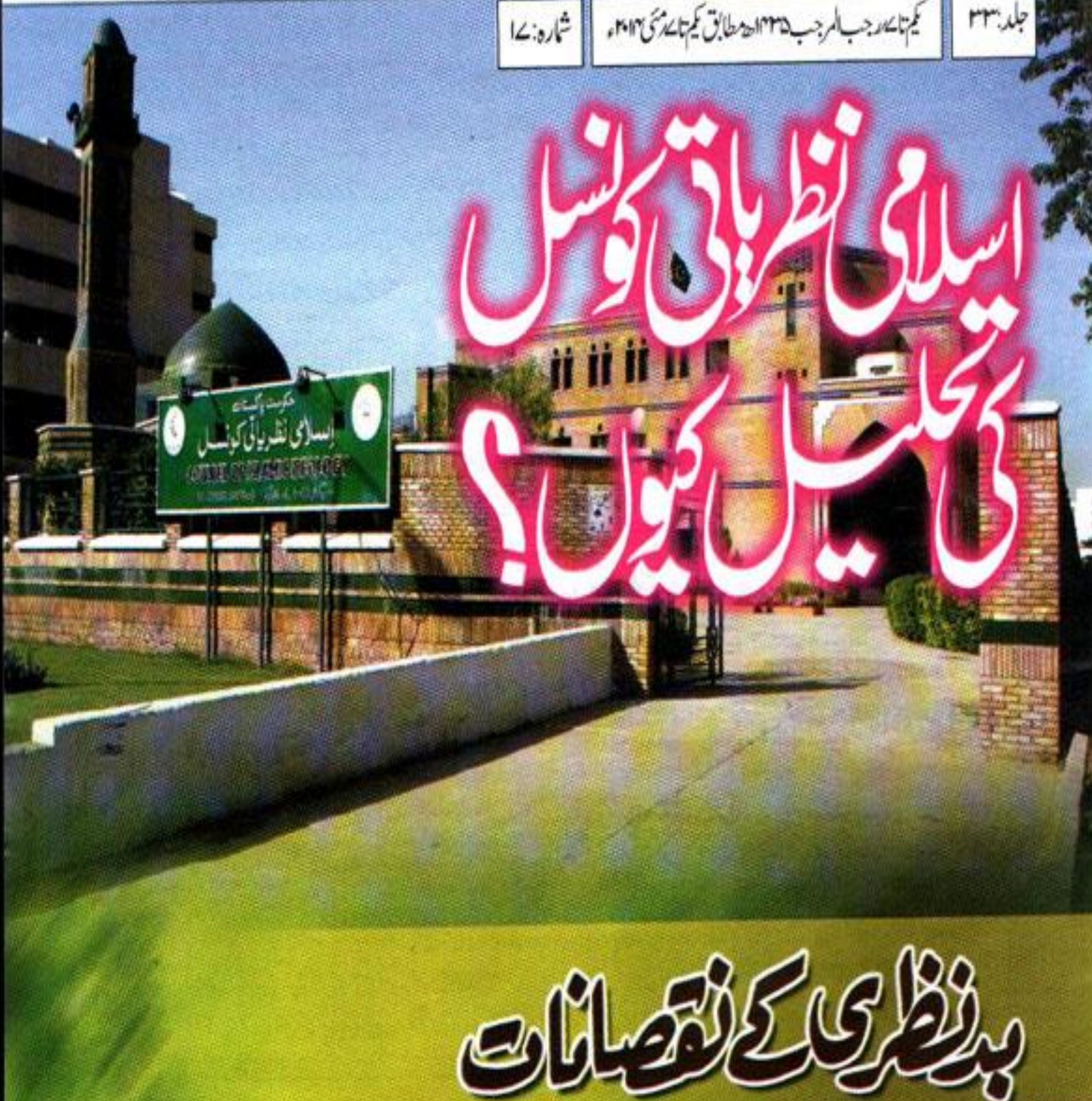

اسلامی نظریاتی کونسل کی تحلیل کیوں؟

بدنظری کے نقصانات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

س:...... عرض ہے کہ آپ سے ایک طریقہ علاج سیکھنے اور اس کے ذریعہ علاج کروانے سے متعلق فتویٰ درکار ہے۔ "ریکی" سیکھنے سکھانے والے ریکی ماسٹروں نے اس کے جواز کا فتویٰ اپنے پاس لے رکھا ہے، جسے دکھا کر وہ دین داروں کو بھی اس جانب راغب کر رہے ہیں اور بہت سے دین دار مرد و خواتین اسے سیکھ رہے ہیں جبکہ مذکورہ فتویٰ میں اسے سیکھنے کا طریقہ درج نہیں ہے۔ ریکی کے مختلف لیول ہیں بقول ریکی ماسٹر یہ طاقت ان کے یعنی ریکی ماسٹر کے منتقل کرنے سے سیکھنے والوں کے اندر آتی ہے۔ پہلا لیول لینے والوں نے بتایا کہ پہلے ہمیں ایک قطار میں بٹھایا پھر ریکی ماسٹر ہم میں سے ایک ایک کے پاس آئی اور پہلے دونوں ہاتھوں کو پوجا کے انداز میں بندھوا کر ان پر کچھ پڑھ کر دم کیا، پھر بندھے ہوئے ہاتھوں کو سر سے اوپر لے گئیں اور اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو کراس کی صورت میں کندھوں پر رکھوا دیا، یعنی دایاں ہاتھ بائیں کندھے پر اور بایاں ہاتھ دائیں کندھے پر، اس طرح تمام سیکھنے والوں کے ساتھ کیا۔ اس کے بعد جو مرد سکھانے والے تھے انہوں نے سب کی آنکھیں بند کروا کر کہا: آپ لوگ اچھی اچھی سوچیں دماغ میں لائیں، اس دوران وہ سیکھنے والوں کے گرد چکر لگاتے رہے، اس کے بعد کہا کہ اب سوچیں کہ آپ کے قدموں کے نیچے پتے آ رہے ہیں اور آپ بہت اچھی جگہ پر ہیں، بہت اچھا منظر ہے پھر اس کے بعد کہا کہ

ریکی طریقہ علاج غیر شرعی ہے

اب آپ تصور کریں کہ ایک بہت بڑے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں اور اب دروازہ کھلے گا، بس اس کے بعد پہلے لیول کی تعلیم ختم ہوئی اور یہ صلاحیت سیکھنے والوں کے اندر منتقل ہوگئی، اسے اٹونمنٹ کہتے ہیں اب وہ علاج کرنے کے قابل ہوگئے۔ علاج کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ مریض کے سر پر رکھ کر چند مخصوص الفاظ دہراتے ہیں اور اس کا تصور میں سمبل بناتے ہیں جیسے چو، کو، رے اور اس کا سمبل بناتے ہیں، درست سمبل استفتاء کے ساتھ لف کیا جا رہا ہے، اس کے بعد مریض کے مرض اور درد کی جگہ پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ مزید تفصیلات ساتھ لف کی جا رہی ہیں۔ مزید لیول کے الفاظ اور سمبل کے ساتھ۔ اب جن سوالات کے جوابات درکار ہیں وہ یہ ہیں:

۱:... ریکی جو کہ جاپانی طریقہ علاج ہے، اس سے علاج کرنے، کروانے، اس طریقہ علاج کو سیکھنے، سکھانے کا شرعی رو سے کیا حکم ہے؟ آیا جائز ہے یا ناجائز یا حرام ہے؟

۲:... قرآن وحدیث اور طب نبوی کے مستند طریقہ علاج کو چھوڑ کر غیروں کے طریقوں سے علاج کروانا اور طریقہ سیکھنے کا کیا حکم ہے؟

۳:... آج جب کہ دجالی فتنے زوروں پر ہیں، اس پُر آشوب دور میں جبکہ دجالی بہروپئے بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمانوں پر کہیں علاج اور کہیں امداد کے نام پر ڈاکا ڈال رہے ہیں تو دین و مذہب سے ماوراء طریقے اور ریکی لیولز کی تعلیمات اور لیکچر ہمیں ایمان کی مضبوطی اور ترقی کی جانب لے جانے والے ہیں یا مزید ہمارے عقیدوں اور ایمان کی کمزوری کا سبب؟ یہ جملہ کس بات کی وضاحت کرتا ہے کیا سمجھاتا ہے "سب کچھ اندر ہے (جسم کے) باہر کچھ نہیں باہر تو صرف شور ہے، ہنگامہ ہے، کھڑاک ہے، عقیدوں کا، محدود سوچوں کا۔"

۴:... مسلمانوں کے ایمانوں کی سلامتی اور حفاظت کے پیش نظر ایسے طریقوں کی ترویج کا کیا حکم ہے؟ (بنت عبدالحمید)

ج:...... واضح رہے کہ جھاڑ پھونک اور دم درود وغیرہ کے ذریعہ علاج معالجہ کرنے کرانے میں سب سے بہتر تو یہ ہے کہ اس میں استعمال ہونے والے الفاظ اور جملے قرآن وحدیث سے ماخوذ ہوں یا صحابہ کرامؓ وتابعینؒ وغیرہ سے منقول ہوں ورنہ کم از کم اتنا ضرور ہو کہ ان میں ان الفاظ کے معنی ومطلب شریعت سے متصادم نہ ہوں، اگر وہ الفاظ وجملے شرکیہ ہوں یا مشکوک ومشتبہ یا مہمل اور بے معنی قسم کے ہوں تو اس قسم کے الفاظ پر مشتمل دم سے جھاڑ پھونک کرنا، علاج معالجہ کرنا کرانا جائز نہ ہوگا بلکہ ممنوع ہوگا۔ بصورت مسئولہ "ریکی طریقہ علاج" جو کہ غیر مسلموں کا ایجاد کردہ ہے اور استفتاء کے ساتھ منسلکہ کاغذات میں جس کی پوری تفصیل موجود ہے ایک ناجائز اور غیر شرعی طریقہ علاج ہے، کیونکہ اس میں استعمال ہونے والے بعض الفاظ وجملے تو خالص شرکیہ اور کفریہ ہیں جبکہ بعض مہمل اور بے معنی ہیں، مثلاً: یہ جملہ Say, Hay, Key (سے، ہی، کی) جس کا معنی ہے انسان اور خدا ایک ہے، یہ معنی ومفہوم قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہے۔ (باقی صفحہ 27 پر)

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ — یکم تا ۷ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق یکم تا ۷ مئی ۲۰۱۴ء — شمارہ:۱۷

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
اسلامی نظریاتی کونسل کی تحلیل کیوں؟	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
موجودہ سنگین مسائل کا حل.....(۳)	۶	مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
حضرت مولانا نار بنواز جلال پوریؒ کی رحلت	۱۰	مولانا مفتی خالد محمود
بدنظری کے نقصانات	۱۳	مولانا مرغوب الرحمن مظاہری
کرسی پر نماز کے مسائل (۲)	۱۹	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی
قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ	۱۷	ڈاکٹر زاہد اشرف
ختم نبوت کانفرنس سرائے نورنگ	۲۱	مولانا محمد ابراہیم ادہمی
آنحضرت ﷺ بحیثیت قانون ساز؟	۲۳	مولانا محمد اشرف، گوجرانوالہ
خبروں پر ایک نظر	۲۷	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۲۷۸۰۳۴۰ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسلامی نظریاتی کونسل کی تحلیل کیوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا، پاکستان کا رُخ متعین کرنے اور اس کو صحیح سمت پر رکھنے کے لئے پارلیمنٹ سے قرارداد مقاصد منظور کرائی گئی اور ہمیشہ کے لئے اس کو آئین کا حصہ بنایا گیا اور اس میں طے کیا گیا کہ سپریم لاء اتھارٹی قرآن وسنت ہوگی اور کوئی قانون قرآن وسنت سے بالادست نہیں ہوگا اور نہ ہی قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون بنایا جائے گا۔

۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین میں بھی صراحت کی گئی کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ضروری ہے کہ ایک ایسا ادارہ ہو جو قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی قوانین کے بارہ میں پارلیمنٹ کی راہنمائی کرے اور ارکان پارلیمنٹ ان قوانین کو موثر بنانے اور انہیں آئینی وقانونی حیثیت دینے کے لئے پارلیمنٹ میں اسے منظور کریں۔

اس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے ایک ادارہ وجود میں لایا گیا، جس میں چاروں مکتب فکر سے شرعی علوم کے ماہرین اور وکلاء حضرات کو نمائندگی دی گئی اور انہیں آئینی طور پر اسلامی قوانین کی سفارشات کے لئے منتخب کیا گیا۔ کچھ عرصہ تو یہ ادارہ صحیح نہج پر کام کرتا رہا، لیکن رفتہ رفتہ اس کے اکثر ارکان ایسے مقرر کئے گئے جو نہ صرف اسلام اور دین وشریعت سے ناواقف تھے بلکہ اسلام کے کٹر مخالف اور دین بیزاری میں اپنی مثال آپ تھے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے علاوہ ایک اور ”ادارہ تحقیقات اسلامی“ بنایا گیا، اور اس پر ڈاکٹر فضل الرحمن کو مسلط کیا گیا جو میک گل یونیورسٹی سے فارغ التحصیل اور ملحدانہ ذہن کے مالک تھے، جس نے تمام اسلامی نظام کی جڑوں کو کریدنا شروع کردیا، اسلام کے تمام بنیادی عقائد واحکام کو کھوکھلا کرنے کی خدمت انجام دی اور اسلام کا ایسا حلیہ بنا کر پیش کیا جس میں ہر قسم کے کفر اور الحاد کو جگہ مل سکے۔ اسلام کے تمام شخصی قوانین: نکاح، طلاق، عدت اور وراثت کے احکام ومسائل جو برطانوی عہد حکمرانی میں بھی مسلمانوں میں رائج تھے اور تمام مسلمان، اسلام کے ان قوانین پر آئینی طور پر عمل پیرا تھے، لیکن اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ملک میں مسلم حکمرانوں نے ملحدین کی شہ پر اور ان کی ہوا باختہ فکر ونظر کے نتیجے میں مغربی معاشرت سے درآمد کئے گئے عائلی قوانین ملک پر مسلط کردیئے، جن سے اسلام کے ان شخصی قوانین کا جنازہ نکال دیا گیا۔ اس وقت علمائے امت نے قرآن وسنت کے دلائل سے ان کی تنسیخ وترمیم کا مطالبہ کیا اور تمام ارا کین اسمبلی نے بھی اس کی معقولیت کو تسلیم کیا، ارا کین اسمبلی نے سترہ (۱۷) ترامیم بھی منظور کرلی تھیں اور ان پر غور کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی بھی مقرر ہوئی، لیکن اس وقت کے صدر مملکت نے اپنے اختیارات کے زور پر اسمبلی کے فیصلے کو مسترد کردیا اور وہی رسوائے زمانہ عائلی قوانین مسلمانوں پر بدستور مسلط رہے اور آج تک مسلط ہیں جو کہ قرآن کریم، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور عقل ودیانت سب کے خلاف ہیں۔

پرویز مشرف کے دور حکومت میں اسلامی نظریاتی کونسل کا سربراہ ڈاکٹر فضل الرحمن کے ایک پروردہ اور الحاد میں ان کی راہ پر چلنے والے جناب خالد مسعود کو بنایا گیا، جس نے کہا کہ:

”۱:... اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں، ۲:... اسلام میں چہرے کا پردہ ہے نہ سر کا، ۳:... داڑھی اگرچہ سنت ہے تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے دور میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں داڑھی رکھتے تھے۔۴:... انہوں نے کہا کہ: توہین رسالت کے قانون میں کمزوریاں ہیں۔۵:... قرآن کریم میں حدود اللہ کا تصور نہیں۔۶:... قرآن وسنت میں مذکور قوانین صرف اس وقت کی معاشی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر بنائے گئے۔“

ان کی اس طرح کی اور کئی ہفوات آئے روز اخبارات کی زینت بنتی تھیں اور کوئی ان کی زبان کو روکنے والا نہیں تھا۔

حالات نے پلٹا کھایا اور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ایک عالم دین کو بنایا گیا اور اس نے اپنی کونسل کے اراکین کی مشاورت اور بحث وتمحیص کے بعد یہ سفارشات مرتب کیں کہ: نکاح کے لئے لڑکی کی عمر کی کوئی حد نہیں، البتہ رخصتی کے وقت اس کا بالغ ہونا شرط ہے۔ اسی طرح انہوں نے کہا کہ ”: اسلام میں دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں، یہ بالکل اسلام کے مطابق ہے۔“ ان کا یہ بیان آنے کے بعد کئی لادین عناصر اور مذہب بیزار جماعتیں اور گروہ میدان میں کود پڑے اور اس پر بیان بازی شروع کردی حتی کہ سندھ اسمبلی میں اسلامی نظریاتی کونسل کو ختم کرنے کی قراردادیں تک پاس کی گئیں اور یہ سب کچھ وہ جماعت کررہی ہے جس کے بانی جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے وزارت عظمٰی کے دور میں پاکستانی قوم کو ایک متفقہ آئین دیا اور اس میں اسلامی نظریاتی کونسل کا ادارہ بھی بنایا گیا۔ کیا کہا جائے کہ پیپلز پارٹی کے بانی نے صحیح فیصلہ کیا یا ان کی جماعت کے آج کے مردوزن اراکین نے اسلامی نظریاتی کونسل جیسے آئینی ادارے کے خلاف سندھ اسمبلی میں قرارداد پاس کرا کر صحیح فیصلہ کیا ہے؟

ان حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کشمیر کمیٹی کے چیئرمین رکن قومی اسمبلی اور جمعیت علماء اسلام (ف) کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم نے جو کچھ فرمایا وہ سو فیصد صحیح ہے، آپ نے فرمایا:

”ڈیرہ اسماعیل خان (مانیٹرنگ ڈیسک) جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ اسلامی نظریئے کا ہر صورت تحفظ کریں گے، کسی کو ملک کو سیکولر بنانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ۵۵ ہزار جانیں چلی گئیں پھر بھی پالیسیاں نہیں بدلی جارہیں، امریکی جنگ کا مقصد مسلمانوں کا اپنے مذہب اور تہذیب سے تعلق توڑنا ہے۔ ہم ملک میں اسلامی تہذیب اور قانون سازی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ جامعہ عثمانیہ مریالی میں دستار بندی کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمن کا کہنا تھا کہ یہ تاثر غلط ہے کہ مدارس دہشت گردی کے مراکز ہیں، دہشت گردی کے خلاف جنگ کا مقصد مذہب اور تہذیب سے مسلمانوں کا تعلق توڑنا ہے۔ ۱۲سال کے دوران ۵۵ ہزار شہری جاں بحق ہوئے، اس کے باوجود پالیسیوں کو بدلا نہیں جارہا۔ ان کا کہنا تھا کہ قرآن چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے مگر ساتھ ہی عدل وانصاف کو لازم قرار دیتا ہے، اگر سب کے ساتھ انصاف نہ کیا جاسکے تو صرف ایک شادی کی اجازت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۴۰ سال سے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو اسمبلی میں نہیں لایا جارہا۔ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ سازش کے تحت کے پی کے پر حیا اور عزت سے عاری لوگوں کو مسلط کردیا گیا۔ اس صوبے میں این جی اوز انسانی ہمدردی کے نام پر غریب لوگوں کی غربت سے فائدہ اٹھا کر انہیں دین اسلام سے بیگانہ کررہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسلامی نظریئے کے تحفظ کے لئے گلی کوچوں میں جنگ کے لئے تیار ہیں کسی کو بھی اسلامی نظریاتی کونسل کو تحلیل کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے اور نہ ہی ملک کو سیکولر بنانے کی اجازت دیں گے، ہم پاکستان میں صرف اسلامی ازم کو مانتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی تحلیل کی بات کرنے والی اسمبلی کو تحلیل کیا جائے، ورنہ ہم ان ممبران اسمبلی کا گلی کوچوں اور سڑکوں پر راستہ روکیں گے۔“ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۵/اپریل ۲۰۱۴ء)

لہٰذا ہم حکومت سے بھی کہنا چاہیں گے کہ وہ اپنی آئینی ذمہ داریوں کو سمجھے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی تمام سفارشات کو پارلیمنٹ میں لاکر ان کو آئینی حیثیت دے اور پاکستان جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا، اور اس کے لئے قربانیاں دی گئی تھیں، اس کی طرف قدم آگے بڑھائیں تاکہ شہدائے پاکستان کی روح کو قرار آئے اور اہالیان پاکستان اسلامی نظام کی برکات سے بہرہ مند ہوسکیں۔

وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

موجودہ سنگین مسائل کا حل صبر اور نماز

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی کے (۸/فروری تا ۲۲/مارچ ۲۰۱۳ء کے دورانیہ میں) جامع مسجد میں دیئے گئے چھ خطابات جمعہ کو "ماہنامہ البلاغ" کراچی نے شائع کیا ہے۔ ان خطبات کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر انہیں ہفت روزہ کے قارئین کے استفادہ کے لئے بھی شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ

(۳)

ضبط وترتیب: محمد رضوان جیلانی

ایک صاحب ایمان کا واقعہ:

الحمدللہ! اب بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو حرام خوری سے بچتے ہیں، لیکن سرکاری ملازمین میں حرام خوری کا سلسلہ رشوت کے ذریعے چل رہا ہے اور رشوت دینے والا یہ تھوڑا ہی کہہ کر دیتا ہے کہ یہ رشوت ہے، نہ مانگنے والا رشوت کہہ کر لیتا ہے کہ رشوت دیدو، وہ گفٹ اور ہدیہ کے طور پر دیتا ہے اور یہ ہدیہ اور گفٹ پہلے نہیں ملتا تھا جب عہدہ مل گیا تو گفٹ آنے شروع ہوجاتے ہیں، میرے ایک دوست تھے نمازی اور دین دار آدمی تھے اور ان کے بیٹے بھی دین دار تھے، وہ پہلے کسی اور بڑے عہدے پر، وزارت میں ڈپٹی سیکریٹری تھے، اس کے بعد کراچی میں ڈپٹی کمشنر ہوگئے تو کچھ عرصے کے بعد ان کا بیٹا مجھ سے ملا کہ مجھے تو اپنے ابا سے کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے لیکن آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جب سے ابا جان ڈپٹی کمشنر بنے ہیں تو ان کے پاس تحفے بہت آنے لگے ہیں۔ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ مجھے ایسی خبر ملی ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، نام نہیں لیا کہ تمہارے بیٹے نے مجھ سے ایسے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے دل میں بہت درد دیا تھا اس شخص کو جتنے تحفے ملے تھے اس نے ان کو واپس کرنا شروع کیا، بہت سے لوگوں کے نام یاد نہیں تھے کسی طریقے سے پوچھ پوچھ کے وہاں تک پہنچائے اور بعض لوگوں کو بلوایا وہ نہیں آسکے تو ان کے گھروں میں جا کر وہ تحفے واپس کئے اور جو چیزیں خرچ ہوچکی تھیں ان کے پیسے ان کو دیئے اور جب عہدے سے اتر گئے تو گھر گھر جا کر اپنے حقوق کو معاف کروایا، الحمدللہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں لیکن وہ بھی دھوکے میں پڑ گئے اور اس کو رشوت نہیں سمجھا بلکہ تحفہ سمجھا۔

خوب سمجھ لیجئے کہ جتنے تحفے عہدے کی وجہ سے آتے ہیں وہ سب رشوت ہیں چاہے کوئی آپ کو کہتا ہے کہ فلاں کام کردو اور یہ تحفہ لے لو یہ بھی رشوت ہے، اور اگر اس طرح نہیں کہتا اور کوئی کھانے پینے کی چیز دے جاتا ہے اور اس وقت آکر اپنا کوئی کام نہیں بتاتا بعد میں دو چار روز کے بعد اپنی درخواست لے کر پہنچ جاتا ہے یہ بھی رشوت کا طریقہ ہے۔

مستحق نہ ہونے کے باوجود زکوٰۃ لینے کا گناہ:

اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، ہمارے ہاں رشوت کا بازار گرم ہے اور پھر حرام خوری کا ایک ہی طریقہ نہیں ہے کتنے ہی اور طریقے بھی ہیں، میں ایسی باتیں کررہا ہوں جس کی طرف عام لوگوں کا دھیان نہیں جاتا۔ بہت سے لوگ زکوٰۃ لے لیتے ہیں حالانکہ وہ زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہوتے زکوٰۃ نہ دینے والے تو مجرم ہیں ہی ان کے لئے تو قرآن کریم میں سخت عذاب کی وعید آئی ہے لیکن مستحق نہ ہونے کے باوجود زکوٰۃ وصول کرلینا، یہ بھی بدترین حراموں میں سے ایک حرام کام ہے، جیسے خنزیر کا گوشت حرام ہے ایسا ہی یہ بھی حرام ہے لیکن یہ حرام کام بھی اچھا خاصا پھیلا ہوا ہے، لوگوں کو چاہئے کہ علماء سے پوچھیں کہ میرے مالی حالات یہ ہیں میں زکوٰۃ لے سکتا ہوں یا نہیں لے سکتا۔ حرام خوری اس طریقے سے بھی چل رہی ہے اور تباہی اور بربادی اس طریقے سے بھی آتی ہے۔ بعض خاندان میرے علم میں ہیں کہ زکوٰۃ کے مستحق نہ ہونے کے باوجود زکوٰۃ وصول کرنے سے ان پر بربادی آئی ہے۔

لینڈ مافیا:

ہمارے شہر کے اوپر لینڈ مافیا چھایا ہوا ہے، چند گز زمینوں پر جھگڑے اور الجھنیں ہیں، خود بھی مصیبت

میں ہیں اور دوسروں کو بھی مصیبت میں ڈال رکھا ہے، جنت کے لئے تھوڑا سا ایثار اور صبر کرلیں۔ آپ کہیں گے کہ ہم لینڈ مافیا نہیں کرتے، ٹھیک ہے اکثر نہیں کرتے لیکن چھوٹا سا مافیا ہمارے ساتھی بھی کرتے ہیں، فٹ پاتھوں پر قبضہ کرتے ہیں، آج پورے ملک میں تقریباً یہ صورتحال ہے اور کراچی میں بھی ہے۔ فٹ پاتھیں عوام کے ٹیکسوں کی رقم سے دکانداروں کے لئے نہیں، گاہکوں اور پیدل چلنے والوں کے لئے بنائی گئی ہیں، تاکہ وہ آرام سے وہاں سے گزریں، لیکن فٹ پاتھوں پر دکانداروں نے قبضے کر رکھے ہیں، کسی نے وہاں چولہا لگا رکھا ہے، کسی نے وہاں بنچ بچھا رکھی ہے، کسی نے کرسیاں لگا رکھی ہیں، کسی نے کوئی سامان رکھا ہوا ہے، فٹ پاتھ سے آگے جائیں تو وہاں لاتعداد ریڑھیاں کھڑی ہوئی ہیں، ان سے نکلیں تو سڑک ہے وہاں بسیں اور ٹریفک اور پیدل چلنے والے آدمی بھی ہیں، چنانچہ اسی کے اندر ٹریفک بھی جام ہو جاتا ہے، چلنے والوں کو کتنی تکلیف ہوتی ہے اور بعض اوقات عورتیں، بچے یا ضعیف بسوں کے نیچے کچلے بھی جاتے ہیں۔ یہ لینڈ مافیا کرنے والے بڑے بڑے مالدار لوگ، بڑے بڑے طاقتور لوگ، بڑے بڑے گروپ نہیں ہیں، بلکہ چھوٹے چھوٹے دکاندار بھی اس میں مبتلا ہیں، جہاں جہاں تک ہو سکے میرا یہ پیغام پہنچا دیجئے، میں ان فٹ پاتھوں کے بارے میں بار بار کہتا رہا ہوں کہ یہ ناجائز قبضہ اور غصب ہے اور شریعت کی رو سے بہت ہی سخت جرم ہے، لیکن ابھی تک مجھے اس کے آثار سننے میں نہیں آئے لیکن انبیاء علیہم السلام کا طریقہ یہ رہا ہے کہ کوئی عمل کرے یا نہ کرے وہ بہر حال اللہ کا پیغام پہنچاتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق دے۔ حدیث میں آتا ہے کہ کسی نے کسی کی بالشت بھر زمین بھی ناجائز قبضے کے طور پر لی، تو اس کو آخرت میں اس زمین میں دھنسایا جائے گا۔ میں اپنے دکاندار بھائیوں سے محبت اور خیرخواہی سے عرض کرتا ہوں کہ خدا کیلئے اس گناہ سے بچیں اور اس گناہ سے بچ کر کم از کم اپنے آپ کو بچا لیں۔

آپ کو یہ خیال ہوگا کہ اس فٹ پاتھ پر تیس چالیس دکانیں ہیں ہم نے خالی بھی کرلیں تو دوسرے لوگ قبضہ کرلیں گے بھائی دوسرے لوگ قبضہ کرلیں گے لیکن آپ پر اس کا گناہ نہیں آئے گا آپ کو زمین کے اندر نہیں دھنسایا جائے گا، اگر دوسرے قبضہ کریں گے تو وہ پکڑے جائیں گے آپ اس گناہ میں شریک نہ ہوں اللہ کی نعمتیں جنت میں آپ کی منتظر ہیں اس چھوٹی سی زمین کے لئے وہاں کی زمین کو تنگ کرنا یہ عقل کا کام نہیں ہے۔ میری اپنے بھائیوں سے درخواست ہے یہاں بھی بہت سارے بھائی ہوں گے جن کی چھوٹی یا بڑی دکانیں ہیں وہ اس سے پرہیز کریں فٹ پاتھ پر چلنے والوں کا راستہ نہ روکیں وہاں ایسا سامان نہ رکھیں جس سے لوگوں کا راستہ رکے۔

لاہور کا افسوس ناک واقعہ:

لاہور کے اندر جو واقعہ پیش آیا کہ کسی شخص نے توہین رسالت کا بلاشبہ بدترین اور ناقابل معافی جرم کیا، لیکن ہماری حکومت کی بھی کمزوری ہے کہ اس کو گرفتار کرکے اعلان کرتی کہ ہم نے پکڑ لیا ہے اور جلدی سے اس کو عدالت میں پیش کیا جاتا تاکہ جلدی سے اس کو سزا ہوتی مگر جب لوگ دیکھتے ہیں کہ مجرموں کو سزا نہیں ملتی ہے تو وہ خود ہی قانون نافذ کرنے لگ جاتے ہیں اور قانون ہاتھ میں لے لیتے ہیں، پھر وہاں کے مسلمانوں نے وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا ہے کہ پتہ نہیں وہ مسلمان تھے یا غیر ملکی ایجنٹ تھے جنہوں نے مسیحی آبادی کو برباد کیا اور وہاں آگ لگائی، وہاں کے بچے اور عورتیں مارے گئے اور مکانات جلا دیئے گئے، بتائیے ان بے گناہ عیسائی بچوں اور عورتوں کا کیا قصور تھا، مجرم ایک تھا اور وہ جیل میں آکر محفوظ ہو گیا لیکن جس نے جرم نہیں کیا تھا اس کو سزا دیدی، بظاہر اپنے نزدیک عشق رسول کا کام کیا لیکن یہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے والا اور قرآن اور سنت کی تعلیمات کے سراسر منافی کام ہے، بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قانون توہین رسالت کو بھی ناکام بنانے کی سازش ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں غیر ملکی ایجنٹ شامل ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے مسلمانوں سے یہ حرکت کروائی ہے، لیکن کرنے والا مسلمانوں میں سے ہی کوئی ہوتا ہے مگر وہی بات ہے کہ حفظ حدود نہیں ہے ہر چیز کی ایک حد ہے کافر اور غیر مسلم اقلیتیں جو ہمارے ملک میں رہتی ہیں وہ اگرچہ کافر ہیں مگر ان کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے، اگر نہیں کریں گے تو گناہ گار ہوں گے، لوگ ان چیزوں کو نہیں سمجھتے نتیجہ یہ ہے کہ ہر ایک جو چاہتا ہے وہ کر رہا ہے، حکمران قانون کو نافذ نہیں کرتے، قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرواتے، مجرموں کو سزائیں نہیں دیتے، جس کی وجہ سے لوگ خود سزائیں دینی شروع کر دیتے ہیں، نہ یہ حدود میں رہے نہ وہ حدود میں رہے۔

اپنی اصلاح کی فکر کریں:

میں یہ کہتا ہوں کہ آپ دوسروں کی اصلاح نہیں کر سکتے مگر اپنی اصلاح تو کر سکتے ہیں، ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اسلامی نظام نافذ کرو یہ مطالبہ بالکل برحق ہے یہ وطن بنایا ہی اس نام پر گیا تھا کہ یہاں اسلام کا فلاحی نظام آئے گا، لوگوں کو خوشحالی نصیب ہوگی، عدل و انصاف ملے گا، ظلم کا خاتمہ ہوگا، علم پھیلے گا، جہالت دور ہوگی، لیکن چلو ہمارے حکمران اور سیاستدان نہیں کر رہے، لیکن ہمیں اپنے جسم پر جو پانچ ساڑھے پانچ فٹ کی مملکت ملی ہوئی ہے اس پر تو ہماری ہی حکومت ہے، میرے اس جسم پر سر سے لے کر پاؤں تک میرے دل و دماغ کی حکومت ہے، ہم اس پر اسلام نافذ کرلیں، جب ہم اس پر اسلام نافذ کرلیں گے تو میرا یہ مطالبہ بھی اچھا لگے گا کہ پورے ملک میں اسلامی نظام نافذ کرو۔

ہماری عادت یہ ہوگئی ہے کہ ہم خود گناہ کرتے ہیں، لیکن اپنے گناہوں پر نظر نہیں ہوتی، بلکہ دوسروں کے گناہوں کو دیکھتے رہتے ہیں، ان پر تنقید کرتے رہتے ہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ سرکاری افسران اور ملازمین حرام خوری کررہے ہیں لیکن اپنا جائزہ نہیں لیتے، اس میں ایک بات یہ ہے کہ بہت سارے لوگ حرام خوری کرتے ہیں، لیکن بہت سارے سرکاری ملازمین حرام خوری سے بچتے بھی ہیں، لیکن ہمارے اندر بھی حرام خوری ہے ہم جو تجارت کررہے ہیں چاہے چھوٹی سی دوکان ہو یا بڑی دوکان اور کارخانہ ہو اس میں بھی ہم میں سے کتنے آدمی ہیں جو حلال کمانے کا اہتمام کرتے ہیں اور حرام سے بچنے کی پوری کوشش کرتے رہتے ہیں، جب حرام آئے گا تو تباہی، بے برکتی اور نحوست تو آئے گی۔

ہمارے اندر بے شمار گناہ پھیلے ہوئے ہیں، جھوٹ بولنا، معاہدے کی خلاف ورزی کرنا، دوسروں کو ستانا یہ سب گناہ ہم کررہے ہیں۔ زبان پر ہمارا کنٹرول نہیں ہے اسی زبان سے ہم دوسروں کی غیبتیں اور برائیاں بھی کرتے ہیں، بغیر دلیل اور ثبوت کے بہتان بھی لگاتے ہیں، دوسروں کی چغلیاں بھی کرتے ہیں اور جب کسی سے اختلاف ہوجاتا ہے تو اس کو سب کچھ کہہ ڈالتے ہیں، حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ جو آدمی اپنی زبان اور شرمگاہ کو قابو میں رکھ لے تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے آج ہماری زبان سے کتنی تکلیفیں پہنچتی ہیں، کتنے جھگڑے پھیلے ہوئے ہیں، کہیں فرقہ واریت ہے، کہیں تنظیموں کے جھگڑے ہیں، کہیں قومیت اور لسانیت کے جھگڑے ہیں اور اس میں آپ دیکھیں گے کہ آپ کو جگہ جگہ جھگڑوں کی بنیاد زبان نظر آئے گی، فرقہ واریت میں بڑے دھڑلے سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں کافر، فلاں مشرک، فلاں فاسق وفاجر، جو اپنے آپ کو اچھا خاصا دین دار سمجھتے ہیں وہ بھی اس بے احتیاطی میں مبتلا ہیں کہ جس سے اختلاف ہوگیا اس کے بارے میں جو چاہا کہہ دیا، حالانکہ گناہ گار ہونا الگ بات ہے اور کافر ہونا بہت خطرناک بات ہے، ہر گناہ گار، شرابی اور زانی کافر نہیں ہوتا، لیکن یہ بھی بے احتیاطی ہے اور یہ اہل سنت والجماعت کا مذہب نہیں ہے، بلکہ خوارج کا مذہب تھا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ جس نے کبیرہ گناہ کرلیا وہ کافر ہوگیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے خارجیوں سے جہاد کیا، اور یہاں ہر گناہ گار کو کافر کہنے لگ جاتے ہیں جس کی وجہ سے جھگڑے ہورہے ہیں اور عداوتیں پھیل رہی ہیں، یہ سب کچھ زبان کی وجہ سے ہورہا ہے اگر اس زبان کو قابو میں کرلیں تو بہت امن وامان قائم ہوجائے۔

جو کام کافر کیا کرتے تھے وہ کام ہم کررہے ہیں اس کا عذاب ہم پر مسلط ہوگیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود حکم یہ ہے کہ صبر سے کام لو، کوشش کرو، جو کچھ حفاظتی کوشش کرسکتے ہو وہ کرو، جو کچھ اپنے جائز مطالبات کرنے کی صورت ہوسکتی ہے وہ حدود میں رہتے ہوئے کرو، امن وامان کے ساتھ کرو۔

اس کی عادت ڈالیں کہ دوسروں کی خرابیاں تلاش کرنے سے پہلے اپنی اپنی خرابیوں کا جائزہ لیں، صبح سے لے کر شام تک اپنے اعمال کا جائزہ لیں صبح کو اٹھنے کے بعد سب سے پہلا فریضہ جو ہم پر عائد ہوتا ہے وہ نماز ہے ہم وہ نماز پڑھ رہے ہیں یا نہیں، ہمارے بچے پڑھ رہے ہیں یا نہیں، ہمارے گھر والے پڑھ رہے ہیں یا نہیں، ہمارے دوست احباب اگر نہیں پڑھ رہے تو ہم ان کو توجہ بھی دلا رہے ہیں یا نہیں، اگر نماز نہیں پڑھ رہے تو نمازوں کی طرف دوڑو بھائی، سب سے پہلا سوال آخرت میں اسی کا ہونے والا ہے سارے کام بعد کے ہیں سب سے پہلے نماز ہے۔

علماء کی طرف سے ہڑتال کا اعلان:

آج علماء کی طرف سے ہڑتال کا اعلان کیا گیا ہے، علماء نے کبھی ہڑتال کو پسند نہیں کیا، کیونکہ اس سے بہت سارے مسائل پیدا ہوتے ہیں غریبوں کے روزگار پر اثر پڑتا ہے، ملکی معیشت کا نقصان ہوتا ہے، لوگوں کو اپنی ضروریات کے لئے نکلنے میں دشواریاں پیش آتی ہیں، لیکن جب کیفیت یہ ہوگئی ہے کہ مجرموں کے فوٹو بھی دکھادیئے گئے ہیں لیکن قاتل نہیں پکڑے جارہے اس لئے ہڑتال کا اعلان کیا گیا ہے، ملکی حالات کی خرابی کی وجہ سے باصلاحیت افراد ملک چھوڑ کر جارہے ہیں، ایک بہت ہی اعلیٰ درجے کے تجربہ کار اسپیشلسٹ ڈاکٹر سے میں خود واقف تھا، میں نے بھی ان سے علاج کروایا تھا، انہوں نے بتایا کہ میرے ایک دوست تھے وہ کہنے لگے کہ میں اب بال بچوں کو لے کر کینیڈا جارہا ہوں پوچھا کہ کیوں؟ تو کہا کہ ہمارے محلے سے اب تک بہت سارے بچے اغواء ہوچکے ہیں اور خوف کا یہ عالم ہے کہ جب دروازے کی گھنٹی بجتی ہے تو مجھے اپنے بچوں کو دروازے تک بھیجنے کی ہمت نہیں ہوتی کہ میں اپنے بچوں کو باہر بھیجوں گا تو پتہ نہیں واپس بھی آسکیں گے یا نہیں؟ ان حالات میں اچھے اچھے ہنر مند لوگ، اچھے اچھے سائنسدان، بڑے بڑے انجینئر، ڈاکٹر اور تاجر اپنا سرمایہ نکال کرلے جارہے ہیں۔ علمائے کرام بے چاروں کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے یہ مسجدوں اور مدرسوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور یہی امن، ہدایت، اللہ اور اس کے رسول کا خوف دلانے کی باتیں کرتے ہیں اب ان کو بھی نشانہ بنایا جارہا ہے اور ان کے اوپر بھی مظالم ہورہے ہیں، اس

وجہ سے مجبور ہو کر ہمارے علماء نے ہڑتال کی اپیل کی ہے اور اس میں بھی بڑی احتیاط کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ ہڑتال امن وامان کے ساتھ کی جائے، بدامنی نہ پھیلائی جائے، کسی بے گناہ کو تکلیف نہ پہنچے اور کسی پر جبر نہ کیا جائے اور ہڑتال رضا کارانہ طور پر کی جائے، چنانچہ جو دکان کھولنا چاہتا ہو وہ کھولے اور جو رضا کارانہ طور پر ہڑتال کرنا چاہتا ہو وہ کرے، تاکہ حکومت اور دنیا کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کریں کہ ہم مظلوم ہیں اور ملک میں امن و امان قائم کرنے کی پوری کوششیں کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ بھائی ایک کام تو قرآن نے یہ بتایا کہ صبر سے کام لو اور اسی صبر کی تفصیل میں یہ ساری باتیں عرض کی ہیں۔

نماز کا اہتمام:

اور دوسری چیز جس سے مدد لو وہ نماز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت احادیث میں یہ آئی ہے کہ جب کوئی پریشانی کی بات پیش آتی تھی فوراً نماز کی طرف رجوع کرتے اور صلاۃ الحاجۃ پڑھتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے تھے۔ بارش کے آثار ظاہر ہوتے تھے کہ بادل آرہے ہیں تو رحمت کی بارش کی دعا فرماتے تھے، کیونکہ اسی بارش اور ہوا کا طوفان قوم عاد پر آیا تھا اور اس نے قوم عاد کو تباہ و برباد کر ڈالا تھا۔ ہر تکلیف اور رنج کے وقت میں اللہ کی طرف رجوع کریں اور اس میں سب سے زیادہ اہم اور مؤثر بات نماز ہے کہ صلاۃ الحاجۃ پڑھیں اور جو لوگ فرض نماز ہی نہیں پڑھتے ان کو سب سے پہلے فرض نماز ہی کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ ایمان کے بعد مؤمن سے سب سے پہلا مطالبہ نماز کا ہے کہ پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھے، مرد مسجدوں میں آکر نماز پڑھیں اور عورتیں گھروں میں پڑھیں۔ عورتیں بھی اس بات کا اہتمام کریں کہ صحیح وقت میں نماز پڑھ لیں۔

ہمارے والد صاحبؒ خواتین کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کو چاہئے کہ جب مرد مسجدوں میں جائیں وہ اسی وقت نماز کے لئے کھڑی ہو جائیں، اذان کے بعد مرد مسجد میں جاکر نماز پڑھنے کی تیاری شروع کریں اور عورتیں گھروں میں نماز کی تیاری شروع کریں، مرد جتنی دیر میں نماز پڑھ کر گھر پہنچیں عورتیں بھی نماز سے فارغ ہو چکی ہوں، کتنی راحت اور کتنے اطمینان کی بات ہے کہ صحیح وقت میں عورتیں بھی نماز پڑھ لیں گی اور مرد بھی نماز پڑھ لیں گے، لیکن اب یہ بھی ہوتا ہے کہ مرد تو مسجد سے نماز پڑھ کر آگئے کوئی خاتون وضو کر رہی ہے، کوئی نماز پڑھ رہی ہے اس سے گھر کے اندر بدنظمی پیدا ہوتی ہے ایک ہی وقت میں اللہ کی طرف رجوع کریں تاکہ مرد اور عورت ایک ساتھ گھر کے کام کاج میں حصہ لے سکیں۔ شریعت نے ہر چیز کا ایک ادب اور طریقہ و سلیقہ سکھایا ہے، تو نماز کا اہتمام کریں اور جائزہ لیں کہ ہم ساری نمازیں پڑھتے ہیں یا نہیں پڑھتے، پڑھتے ہیں تو وقت پر پڑھتے ہیں یا نہیں پڑھتے، مرد جماعت سے پڑھتے ہیں یا نہیں پڑھتے، عورتیں بھی صحیح وقت پر پڑھ لیتی ہیں یا نہیں پڑھتیں، ہمارے بچے، ہمارے رشتہ دار، ہمارے پڑوسی اور دوست احباب بھی نماز پڑھتے ہیں یا نہیں پڑھتے، جو کچھ ہم نماز کا پیغام پھیلا سکتے ہیں ہم اس پیغام کو کتنا پھیلا رہے ہیں اور خوب سمجھ لیجئے کہ جب اذان ہو جائے تو نماز کے سوا اور کسی کام میں فلاح نہیں ہے۔

فلاح کہتے ہیں دنیا و آخرت کی کامیابی کو، جب اللہ کا منادی یہ پکارتا ہے کہ حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح آؤ نماز کی طرف آؤ فلاح کی طرف، تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب مردوں کے لئے فلاح مسجد میں ہے کہیں اور نہیں ہے، جب اللہ کے منادی اور نمائندے نے پکار دیا کہ آؤ کامیابی حاصل کرنے کے لئے تو مؤذن اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، بلکہ یہ اللہ کا پیغام ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت کو دیا گیا ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کہ اذان کے بعد کامیابی کہیں اور ہے ہی نہیں، کامیابی اگر ہے تو صرف مسجد کی طرف آنے میں ہے۔ بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ چلو یہ کام بھی کرلیں تو اٹھ جائیں گے وہ کام بھی کرلیں تو اٹھ جائیں گے، چلو ایک رکعت بھی رہ جائے گی تو کوئی بات نہیں نماز ہو جائے گی، لیکن اس حی علی الفلاح کے اعلان کا جو اصل تقاضا ہے کہ اگر دنیا و آخرت کی کامیابی چاہتے ہو تو پانچوں وقت کی نمازوں میں مسجد کی طرف آجاؤ اس کے لئے فوراً نماز کے لئے اٹھ جانا چاہئے، پھر انشاء اللہ کامیابی ملے گی، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کامیابی ملے گی اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اس طرف رجوع کیا جائے۔ سب سے پہلے فرض نمازیں ہیں اور پھر صلاۃ الحاجۃ وغیرہ نفل نمازیں ہیں، لیکن اگر کوئی نفل نمازیں نہیں پڑھ رہا تو کم از کم اس بات کا اہتمام کرلے کہ وہ نماز باجماعت پابندی سے ادا کرے اور خدانخواستہ اگر کبھی جماعت میں حاضر نہ ہوسکیں تو نماز پھر بھی نہ چھوڑیں اس لئے کہ آخرت کے دن جب میدان حساب میں پیشی ہوگی تو سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا کہ تمہیں اتنے سال کی زندگی دی تھی، بالغ ہونے کے بعد تم پر اتنے سال گزرے تھے اتنے سالوں میں اتنی نمازیں تم پر آئی تھیں بتاؤ کون کون سی نمازیں تم نے ادا کیں۔ لیکن آج آپ اندازہ کریں کہ مسجدوں میں آنے والے کتنے لوگ ہیں، ہمارے اس شہر کی آبادی کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ کے لگ بھگ ہوگی لیکن مسجدوں میں آدھے لوگ بھی نہیں آتے، سب سے پہلی چیز نماز ہے اور نماز کے اندر بھی صبر ہے لیکن نماز کو خاص طور سے اس وجہ سے ذکر کر دیا کہ وہ صبر کا بہت اہم حصہ ہے۔

(جاری ہے)

مولانا محمد رب نواز جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ

مفتی خالد محمود

ایک حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائیں گے اور انسانیت کی تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی جیسے ردی کھجور یا ردی جَو، حق تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہ ہوگی۔“ (مشکوٰۃ)

آج جب ہم اپنے گردوپیش کا جائزہ لیتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ علماء وصلحاء تیزی سے دنیا سے اٹھتے جارہے ہیں۔ علماء کے اُٹھ جانے سے علم بھی کم ہوتا جارہا ہے، لفظی موشگافیاں، بحث برائے بحث میں تو اضافہ ہورہا ہے مگر وہ حقیقی علم جو معرفت ذات حق کا ذریعہ بنتا ہے اور عمل پر آمادہ کرتا ہے وہ ناپید ہوتا جارہا ہے، ان علماء وصلحاء کے تیزی سے اٹھنے سے معلوم ہوتا ہے قیامت کا زمانہ قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے۔ کیوں کہ جیسا کہ درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا کی بقا بلکہ انسانیت کی بقا کا دارومدار علم صحیح، اور عمل صالح پر ہے یہ دونوں چیزیں انسانیت کے بنیادی جوہر ہیں اور ان کی موت انسانیت کی موت ہے، علماء وصلحاء کے اٹھتے چلے جانے سے ان دونوں چیزوں (علم صحیح اور عمل صالح) میں کمی واقع ہورہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے کہ جو لوگ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کے سامنے اُمت کے لیے رونے والے تھے، جن کے نالہ ہائے نیم شبی، بارگاہ خداوندی میں گریہ وزاری، جن کا سوز وگداز پوری اُمت کے لیے ان کی بداعمالیوں اور کوتاہیوں کے باوجود اللہ کے عذاب کے سامنے ڈھال بنا ہوا تھا وہ ایک ایک کرکے اس دنیا سے رخصت ہوکر عالم آخرت کے مسافر بنتے جارہے ہیں۔

ابھی چند دنوں پہلے تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ہم سے رخصت ہوئے، ان کے جانے کی صدائے بازگشت ابھی ختم نہ ہو پائی تھی کہ حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حضرت مولانا رب نواز جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی داغ مفارقت دے گئے۔

حضرت مولانا رب نواز جید عالم دین، متقی وپرہیزگار، انتہائی متواضع اور منکسر المزاج شخص تھے، عبادت خصوصاً تلاوت قرآن کریم کا خاص ذوق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا، وقت کو ضائع کرنے کے بجائے ہمہ وقت اسے قیمتی بنانے میں مشغول رہتے تھے، وہ یقیناً اپنے اخلاق کریمانہ اور اپنے زہد وتقویٰ کی بنا پر یادگار اسلاف تھے۔

شناختی کارڈ کے مطابق مولانا رب نواز کی پیدائش ۱۹۳۹ء کی ہے لیکن ان کی اولاد کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ ان کی پیدائش ۱۹۳۷ء یا ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب

آپ کے والد ماجد حضرت الحاج جام شوق محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے علاقہ نورجہ بھٹہ جلالپور پیر والا میں اچھے کھاتے پیتے زمین داروں میں شمار ہوتا تھا، پورے علاقہ میں ان کی شرافت ودیانت کا شہرہ تھا۔ اپنے علاقہ کے سرپنچ تھے اور دور دور سے لوگ اپنے خصومات اور جھگڑوں کے فیصلے آپ کے پاس لے کر آتے تھے اور ان کے انصاف پر مبنی اور درست فیصلوں کی بناء پر ان کی انصاف پرستی زبان زدعام تھی۔ صوم وصلوٰۃ کے شروع سے پابند تھے مگر دنیاداری بہر حال غالب تھی۔

ایک مرتبہ اپنے ماموں کی وساطت سے مولانا حافظ محمد موسیٰ جلالپوری کی خدمت میں پہنچے، ان کے ہاتھ پر بیعت کی تو دل کی کائنات ہی بدل گئی، دنیا داری کو لات ماری اور اپنی اصلاح وتربیت میں زندگی صرف کرنے لگے، اپنی پہلی زندگی پر افسوس کا اظہار کرنے لگے، گھر کا ماحول گرچہ قدرے دینی تھا مگر اکابر سے تعلق کے بعد پختہ دینداری کا ماحول پیدا ہوگیا۔ اسی دینداری کے نتیجہ میں اپنی اولاد کو دینی تعلیم میں لگادیا، مولانا رب نواز کو بھی دینی تعلیم کے حصول میں لگایا۔ آپ کے بڑے بھائی دوران تعلیم وفات پاگئے اس طرح مولانا رب نواز صاحب اپنے خاندان میں پہلے عالم دین تھے۔

مولانا رب نواز صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی، اس کے بعد اس وقت کے مشہور عالم دین علوم نقلیہ وعقلیہ کے ماہر مولانا غلام رسول پونٹوی سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۴ء میں مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں داخل ہوئے دو یا تین سال وہاں

پڑھا۔ اسی دوران شدید بیمار ہوئے جس کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ مسلسل جاری رکھنا مشکل ہوا اور عارضی طور پر تعلیمی سلسلہ میں تعطل پیدا ہوا۔ ۱۹۵۷ء میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے مدرسہ عربیہ مخزن العلوم میں داخلہ لیا اور اسی مدرسہ سے سند فراغ حاصل کی۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے دورہ تفسیر پڑھا۔

فراغت کے بعد ملتان میں دینی کتابوں کی دکان کھولی مگر اس میں نقصان اٹھایا، دکان بند کر کے اپنے علاقہ میں آگئے اور بھائیوں کے ساتھ کھیتی باڑی میں مشغول ہو گئے۔ ان کے والد صاحب بار بار کہتے تھے: ''بیٹا میں نے تمہیں دین کھیتی باڑی کرنے کے لیے نہیں پڑھایا تھا، کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹانے کے لیے تمہارے دوسرے بھائی ہیں، تم دین کی خدمت کرو اور علم دین پڑھاؤ'' مولانا کو بھی اس کی فکر تھی مگر کوئی سبیل بن نہیں پا رہی تھی۔

۱۹۶۶ء میں حیدرآباد آئے اور اپنے کسی دوست کی جگہ پر عارضی طور پر امامت کا منصب سنبھالا۔ اس کے بعد دوبارہ گاؤں آگئے اور اپنے آبائی پیشہ کھیتی باڑی میں مصروف ہو گئے۔

عارضی امامت کے زمانے میں حیدرآباد والوں سے کچھ راہ و رسم پیدا ہو گئی تھی اسی بنیاد پر ۱۹۷۳ء میں حیدرآباد آئے اور طارق کالونی لطیف آباد نمبر ۵ کی جامع مسجد رحمانیہ میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے لگے۔ خطابت و امامت کی یہ ذمہ داری ۲۰۰۱ء تک بحسن و خوبی نبھائی۔

۲۰۰۲ء میں میر فضل ٹاؤن لطیف آباد نمبر ۹ کی جامع مسجد فضل میں آگئے وہاں کچھ عرصہ امامت کی، اس دوران ان کے صاحبزادے مولانا عاصم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے جب فارغ التحصیل ہوئے تو مسجد کی امامت ان کے سپرد کی مگر دو سال تک جمعہ وعیدین کی خطابت کے فرائض خود ہی انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں اپنے ضعف کی بناء پر یہ ذمہ داری بھی بیٹے کے سپرد کر دی۔

۲۰۰۷ء میں کوئٹہ ٹیکسٹائل ملز کے مالک میاں توقیر صاحب نے مدرسے کے لیے کوٹری انڈسٹریل ایریا نیشنل ہائی وے (اسد آباد) میں واقع گیارہ سو گز کی ایک جگہ مدرسے کے لیے وقف کر کے مولانا رب نواز کے حوالے کی، اس سے پہلے یہاں بھینسوں کا باڑہ تھا۔ مولانا رب نواز صاحب نے اس کی صفائی کروائی اپنے چھوٹے بھائی مولانا سعید احمد جلال پوری شہید کو کراچی سے بلوایا ان کے ساتھ مولانا امان اللہ خالدی اور کراچی کے کچھ دیگر رفقاء بھی تھے، کچھ حیدرآباد کے علماء بھی تھے ان کی موجودگی میں مدرسے کا سنگ بنیاد رکھا اور ان علماء سے دعا کروائی۔ اور مدرسے کی تعمیر شروع کروائی، مدرسے کے برابر میں اپنی رہائش کے لیے دو کمروں کی بنیاد بھی رکھی۔ مولانا سعید احمد جلالپوری شہید کی نگرانی میں ان کے تعاون سے تعمیر کا کام شروع ہوا۔ بجوکو کنگ آئل والوں نے تعمیر میں کافی تعاون کیا۔

اس مدرسے میں درجہ حفظ کی کلاسوں کے ساتھ درجہ متوسطہ تک تعلیم کا انتظام ہے، پرائمری تک بچوں کو عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس وقت 500 بچے/بچیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اساتذہ و دیگر عملہ ۱۷ افراد پر مشتمل ہے۔ ان شاء اللہ یہ مدرسہ حضرت کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔

مولانا رب نواز صاحب انتہائی ذاکر و شاغل انسان تھے۔ معمولات کے انتہائی پابند تھے، بیماری کی حالت میں بھی اپنے معمولات پورے کرنے کی کوشش کرتے تھے، حضرت نے اگرچہ باقاعدہ تدریس نہیں کی مگر علم اور علماء سے ہمیشہ اپنا رشتہ جوڑے رکھا، اپنی مسجد میں روزانہ عشاء کے بعد درس قرآن دینے کا ہمیشہ معمول رہا اور ایک سے زائد مرتبہ پورے قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر کا درس مکمل کیا۔

تواضع اور فنائیت کا غلبہ تھا اسی لیے پوری زندگی گوشہ گمنامی میں بسر کی، کبھی اپنے آپ کو نمایاں نہیں کیا، نہ کبھی کسی منصب و جاہ کی خواہش کی اگر آپ چاہتے تو بڑے سے بڑے دینی منصب حاصل کر سکتے تھے۔

مولانا رب نواز صاحب کی پہلی بیعت مولانا حافظ محمد موسیٰ جلالپوریؒ سے ہے، اس کے بعد حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ کے دامن سے وابستہ ہوئے ان کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا دامن تھاما، حضرت کی شہادت کے بعد حضرت خواجہ

حکیم نورالدین کی محرومی

حکیم نورالدین بھیروی (خلیفہ اول مرزائے قادیان) حضرت شاہ عبدالغنیؒ سے حدیث پڑھتا تھا، جب سال پورا ہوا تو شاہ عبدالغنیؒ نے ایک روز اپنے اس شاگرد کو یاد کیا اور تنہائی میں فرمایا: ''مجھے تمہارے چہرے سے کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے، میرے جد امجد شاہ ولی اللہؒ نے منقولات کو معقول کے انداز میں سمجھایا، اگر تم اللہ کا نام لینا سیکھ جاؤ تو میری تعلیم کے ذریعے اور اللہ کا نام لینے سے معقول محسوس بن جائے گا۔'' لیکن اس ناخلف شاگرد نے کچھ بھی نہیں کیا، اس لئے حضرت شاہ عبدالغنیؒ کی تعلیم ضائع ہوگئی اور یہ شخص مسیلمۂ ہندوستان مرزا غلام احمد قادیانی کے دام تزویر میں ایسا پھنسا کہ اسی کفر و ضلال پر مرا۔ (ماہنامہ اقرأ ڈائجسٹ، جنوری ۱۹۸۶ء)

مرسلہ: مولانا محمد قاسم، کراچی

خواجگان حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہوئے، اور یوں ہمیشہ اپنے آپ کو کسی بزرگ کے حوالے کرکے نہ صرف یہ کہ اپنی اصلاح کی بلکہ اپنے بعد والوں کو عملاً یہ درس دیا کہ اس پرفتن دور میں اپنے ایمان کی حفاظت اور اپنی اصلاح کسی اللہ والے کی جوتیوں میں بیٹھ کر ہی ہوسکتی ہے ورنہ بے دینی اور بدعقیدگی کے سیلاب میں بہہ جانے کا خدشہ ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے نوازا مگر آپ نے ہمیشہ اس کو چھپائے رکھا، اگر حضرت کے خلفاء کی فہرست میں آپ کا نام شائع نہ ہوتا تو شاید کسی کو پتہ بھی نہ چلتا کہ آپ بھی حضرت شہید کے خلیفہ ہیں۔

مولانا رب نواز تہجد گزار تھے، سفر و حضر میں اس کا خوب اہتمام کرتے، نماز فجر کے بعد اشراق تک مسجد میں بیٹھ کر اذکار و اوراد میں مشغول رہتے، اس معمول میں بیماری کی حالت میں فرق نہیں آیا۔ قرآن کریم کی تلاوت خوب ذوق وشوق سے کرتے، عام حالات میں دس پارے پڑھنے کا معمول تھا بیماری اور ضعف کے بعد بھی چار پانچ پارے تلاوت کرلیا کرتے تھے اور رمضان المبارک میں روزانہ ایک قرآن کریم مکمل کرنے کا معمول تھا۔ اعتکاف میں اکثر و بیشتر روزانہ دو قرآن کریم بھی پڑھ لیتے تھے۔ مولانا اگرچہ حافظ نہیں تھے لیکن کثرت سے تلاوت کی بنا پر اتنا قرآن کریم یاد ہوگیا تھا کہ دوسرے کو غلطی بتاسکتے تھے۔

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دو مرتبہ اور حضرت مولانا عبداللہ بہلوی کے ساتھ ایک مرتبہ اعتکاف کیا، اس کا اثر یہ ہوا کہ زندگی بھر رمضان المبارک کا اعتکاف نہیں چھوٹا، جب گھر میں ہوتے تو اپنی مسجد میں اعتکاف کرتے، حرمین شریفین میں ہوتے تو مسجد نبوی میں اعتکاف کرتے۔

کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حج وعمرہ کی سعادت نصیب فرمائی۔ آخر کے چند سالوں میں تو مسلسل رمضان المبارک حرمین میں گزارنے کی سعادت حاصل کی۔ مولانا انتہائی خود دار انسان تھے اپنی ضرورت کے لیے بھی کسی کو نہیں کہا۔ گزشتہ رمضان المبارک میں حرمین میں ہی طبیعت خراب ہوگئی، گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے ڈایالسس شروع ہوا ساتھ ہی سینے میں انفیکشن کی وجہ سے پھیپھڑوں میں بار بار پانی جمع ہوجاتا تھا، کھانا پینا تقریباً چھوٹ گیا تھا، نقاہت وضعف کے ساتھ بیماری میں اضافہ ہوتا رہا مگر مولانا صبر وشکر کی تصویر بنے رہے، کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں آیا۔ چھ ہفتے قبل مولانا سے ملنے حیدرآباد جانا ہوا، سخت تکلیف میں تھے سانس لینا اور بات کرنا دشوار ہورہا تھا مگر اس تکلیف میں بھی ہمارے ساتھ بیٹھے رہے، بار بار اللہ کا شکر ادا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر نعمت عطا کی، ہمارا شکریہ ادا کرتے رہے کہ آپ نے اتنی دور آکر مجھ پر احسان کیا، آپ لوگوں سے مل کر مجھے راحت ملی اور میں اپنی تکلیف بھول گیا ہوں۔

وفات سے دو دن قبل اپنے بیٹے مفتی سہیل اور ان کے بچوں سے بات کی انٹرنیٹ کے ذریعے ان بچوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے رہے اس وقت مفتی سہیل سے کہا کہ بیٹے اب میں بہت تھک گیا ہوں، اللہ ایمان پر خاتمہ فرمادے۔

وفات سے ایک دن قبل اپنے بیٹے کے گھر سے مدرسے آگئے وہاں ایک ایک کلاس میں گئے، طلبہ کے ساتھ بیٹھے، پھر گھر چلے گئے اور عصر کے وقت اپنے گھر میں ہی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

اگلے دن ظہر کے بعد نماز جنازہ مولانا محمد منظور نعمانی نے پڑھائی جو صرف جنازہ میں شرکت کے لیے ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان سے تشریف لائے تھے۔ علمائے کرام کے علاوہ عوام کی ایک بہت بڑی تعداد جنازہ میں شریک ہوئی جو حضرت کی مقبولیت عند اللہ کی دلیل ہے۔ ☆☆

فتنوں سے مقابلہ کیلئے نوجوانوں کو دلائل و براہین سے مسلح ہونا چاہیے: قاضی احسان احمد

کراچی (رپورٹ: عمیر انصاری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ طلبا کرام ردقادیانیت سے متعلق خوب مطالعہ کریں۔ اس لئے کہ فتنہ قادیانیت، فتنہ گوہر شاہی، فتنہ انکار حدیث اور نہ جانے کتنے فتنے اس وقت لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ زن ہیں۔ ان فتنوں کے مقابلہ کے لئے نوجوانوں کو دلائل و براہین سے مسلح ہونا چاہئے تاکہ کوئی فتنہ پرور ان کے عقائد ونظریات میں شکوک وشبہات پیدا نہ کرسکے یہ بات انہوں نے حلقہ منظور کالونی کی معروف دینی درسگاہ جامعہ تعلیم القرآن والسنہ کے طلبا کرام سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ ان فتنوں کے تعاقب کے طریقہ کار کو سمجھنے اور اس موضوع پر تیاری کے لئے ہر سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اہل پاکستان کے مدارس دینیہ، عصری اسکول وکالج کے طلبا کرام کو بہترین موقع فراہم کرتی ہے۔ ہر سال مدارس کی سالانہ چھٹیوں میں ''تحفظ ختم نبوت اور ردقادیانیت کورس'' چناب نگر میں منعقد کیا جاتا ہے، جس میں ملک بھر سے کثیر تعداد میں طلبا وعلماء کرام شریک ہوتے ہیں۔ آپ سے بھی درخواست ہے کہ اس کورس میں ضرور شریک ہوں۔

بدنظری کے نقصانات

مفتی مرغوب الرحمٰن مظاہری

اللہ تعالیٰ شانہ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، ان کا فطری تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود رہے، لیکن بعض مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے شکر آوری کے ناشکری پر لوگ اتر آتے ہیں، کبھی ظاہری اعضا سے تو کبھی باطنی اعضا سے، اللہ کے حکموں کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں، یہ اعضا جو کہ ہمارے پاس امانت ہیں، اس میں خیانت کرتے ہیں، انہیں میں سے ایک آنکھ بھی ہے، اس کے ذریعہ ہم ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو ہمارے خالق و مالک نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے، جیسے غیر محرم عورتوں کو اور دیگر محرمات کو دیکھنا، آج یہ مرض زیادہ عام ہوگیا ہے، بوڑھے، جوان سب اس میں مبتلا ہیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں واضح طور پر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ساری امت کو حکم دیا ہے:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ."

(النور:۳۰)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ شانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمارہے ہیں کہ مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہی ان کے لئے پاکیزہ ترین طریقہ ہے، وہ جو کارروائیاں کرتے ہیں، اللہ ان سب سے پوری طرح باخبر ہے۔

اس کے بعد اگلی آیت میں عورتوں کو بھی یہی تعلیم دی ہے بلکہ کچھ دوسری باتوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہوجائے، آج ہماری عورتوں کا کیا حال ہے؟ وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں کہ دوسروں پر ظاہر کرنے کے لئے کیسی کیسی سجاوٹیں کرتی ہیں۔ الامان والحفیظ۔

ٹھنڈے دل سے سوچئے! ہم کدھر جارہے ہیں؟ قرآن کیا کہہ رہا ہے اور ہم اس کے بالکل برعکس چلے جارہے ہیں۔ آخر کیوں؟ ہمارے آقاو مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطرناک مرض سے بچنے کے لئے بہت پہلے ہی ہماری راہنمائی فرمادی تھی اور مرض کی تشخیص فرماکر دوا بھی تجویز فرمادی تھی، مرض سے بچنے کے لئے پہلے ہی حفاظتی تدابیر بھی سکھادی تھیں۔ کاش! کوئی عمل کر کے فائدہ اٹھانے والا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے بچو، لوگوں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! اگر کسی کام کے لئے بیٹھنا ہی ضروری ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اچھا تو راستوں کے حقوق ادا کرتے رہو، انہوں نے عرض کیا، وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ ہیں: نگاہیں نیچی رکھنا، کسی کو تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کی تعلیم کرنا اور بُری باتوں سے روکنا۔" (متفق علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے، مگر یہ کہ اس کا وہاں محرم بھی موجود ہو۔ (بخاری ومسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ (الترغیب والترہیب)

ایک حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آنکھیں زنا کرتی ہیں، ان کا زنا (ناجائز چیزوں کو) دیکھنا ہے۔ (مسلم)

آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ (ابن رزین)

یعنی شیطان عورتوں کے ذریعہ سے مردوں کا جلدی شکار کرتا ہے، بدنظری کرنے کے بعد انسان سے شیطان لعین ہمیشہ پُرامید رہتا ہے کہ کبھی نہ کبھی تو اس کو گناہ میں مبتلا کرواکر رہوں گا۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں اگر نابالغ اور کمسن لڑکی ہو، لیکن اس کی طرف دیکھنے سے خواہش پیدا ہوتی ہو تو اس کے کسی عضو کو دیکھنا جائز نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے منع فرمایا کہ آدمی کسی امرد (جس کے ابھی داڑھی نہیں آئی اس) کو نظر جما کر دیکھے۔ (تلبیس ابلیس)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں بڑی سخت وعید فرمائی ہے کہ اللہ کی لعنت ہے، اس شخص پر جو قصداً (بلاعذر کسی کے ستر کو یا اجنبی عورت کو) دیکھنے والا ہو اور وہ بھی ملعون ہے جسے (بلاعذر) دیکھا جائے۔ (مشکوٰۃ) مثلاً مرد ستر کھول کر گھومے یا عورت بے پردہ پھرے۔

لعنت کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے دور ہونا، سوچئے ذرا! جو شخص اللہ کی رحمت سے دور ہوجائے، پھر اس کا کیا ٹھکانا!!

حضرت علیؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت

فرمائی تھی کہ اے علیؓ! ایک مرتبہ بلاارادہ دیکھنے کے بعد دوسری مرتبہ (اجنبی عورت کو) دیکھنے کا ارادہ مت کرنا، اس لئے کہ پہلی نظر (بلاارادہ) تو معاف ہے، مگر دوسری مرتبہ دیکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ)

یہاں یہ بات خوب لائق توجہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نظر کو معاف فرمایا، یہ وہ نظر ہے جو بغیر ارادہ کے اچانک پڑ جائے، بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ارادہ کے ساتھ دیکھنا صحیح ہے، یہ بات بالکل غلط ہے اور شیطان کا دھوکا ہے، ارادتاً ایک مرتبہ نظر ڈالنا بھی حرام ہے اور یہ بھی نہیں کہ بے ارادہ پڑنے والی پہلی نظر ہی اتنی بھرپور ہو کہ دوسری مرتبہ دیکھنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ جو نظر اچانک کسی (اجنبی) عورت پر پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فوراً وہاں سے نظر ہٹاؤ۔ (مشکوٰۃ)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی نعمتوں میں اچھی صورتوں میں عبرت پکڑتے ہیں اور اس کو نیکی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، یہ صرف دھوکا اور شیطانی چال ہے۔ علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عقیل نے کہا کہ جو شخص یوں کہتا ہے کہ مجھ کو اچھی صورتوں کے دیکھنے سے کچھ خوف نہیں تو اس کا یہ قول بے بنیاد ہے، کیونکہ شریعت کا خطاب ہر ایک کے لئے عام ہے، کسی کو ممتاز نہیں کہا جاسکتا اور قرآن شریف کی آیات ایسے دعوؤں کا انکار کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے رسول! ان اہل ایمان سے کہہ دیجئے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ آنکھوں کو زنا کا لطف آتا رہتا ہے اور یہ نادان سمجھتا ہے کہ میری یہ نظر پاک ہے، لیکن شیطان دراصل اس کو بدھوا اور بے وقوف بنائے ہوئے ہے۔

بدنظری کے نقصانات کا سرسری جائزہ

اللہ کا نافرمان بن جاتا ہے، امانت میں خیانت کرنے والا ہوتا ہے، اللہ کے غضب اور لعنت کا مستحق بن جاتا ہے، توفیق عمل چھن جاتی ہے، ذلت ورسوائی کا سبب ہے، برکت ختم ہوجاتی ہے، اللہ کی غیرت بھڑکتی ہے، بدن اور کپڑوں سے عجیب قسم کی بدبو آنے لگتی ہے، مثانہ کمزور ہوجاتا ہے، جس سے پیشاب کے قطرے یا مذی کے قطرے آتے رہتے ہیں، بدنظری کے مریضوں کو اکثر جریان کی شکایت ہوجاتی ہے، کیونکہ خیالات کی گندگی اور بدنگاہی سے منی پتلی ہوکر پیشاب کے ساتھ کثرت احتلام کی صورت میں ضائع ہونے لگتی ہے، جس سے دماغ کی کمزوری، سبق کا یاد نہ ہونا یا جلد بھول جانا، چکر آنا، دل کا کمزور ہونا اور گھبرانا، کمر میں درد، پنڈلی میں درد، آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہونا، آنکھوں میں ظلمت اور بے رونقی ہونا، چہرے کا بے رونق اور بے نور ہونا، کسی کام میں دل نہ لگنا، غصہ کا بڑھ جانا، نیند کم آنا، ہمت کا پست ہونا، سرعت انزال کا ہونا اور اسی طرح مشت زنی کا مریض بن جاتا ہے، دل کا ستیاناس ہوجاتا ہے، ناشکری پیدا ہوتی ہے، شرم گاہ محفوظ نہیں رہتی وغیرہ وغیرہ۔

اب یہ ذہن میں آتا ہے کہ کیا اس خطرناک مرض سے بچنے کا کوئی راستہ ہے؟ جی ہاں! بہت سے راستے ہیں، چند کو پیش خدمت کیا جاتا ہے۔

سب سے بہترین علاج یہ ہے کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں، جس وقت عورتوں وغیرہ کا گزر ہو اہتمام سے نگاہ نیچی رکھیں۔ چاہے کتنا ہی تقاضا دیکھنے کا ہو، اگر نگاہ پڑ جائے تو فوراً ہٹالے، خواہ کتنی ہی تکلیف ہو اور یہ سوچے کہ نگاہ کی حفاظت نہ کرنے سے دنیا میں ذلت کا اندیشہ ہے اور آخرت کی تباہی یقینی ہے، اللہ تعالیٰ نے جو ہمت دی ہے اس سے کام لیجئے، دعا کا اہتمام کیجئے، بزرگوں سے دعا کرائیے، بدنظری ہونے پر جرمانہ مقرر کیجئے، اگر نماز پڑھنا طبیعت پر گراں گزرتا ہو تو نفلیں پڑھئے یا کھانے کا شوق ہے تو روزہ رکھئے یا پیسے خرچ کرتے ہوئے ناگواری ہوتی ہے تو صدقہ کیجئے، لیکن ان چیزوں کی اتنی مقدار ضرور ہونی چاہئے جو طبیعت پر شاق گزرے، کثرت سے استغفار کیجئے، امانت الٰہی کا خیال رکھئے، آنکھیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، اللہ تعالیٰ امانت میں خیانت کرنے کو خوب جانتا ہے اور اس پر سزا دینے کی پوری قدرت رکھتا ہے، جس راستہ پر بدنظری کا اندیشہ ہو، اسے بدل دیجئے، اللہ کا ذکر کیجئے، لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے ذہن میں یہ بات رکھئے کہ نہ کوئی معبود ہے نہ کوئی محبوب، مگر صرف اور صرف اللہ، اس بات کا خیال رکھئے کہ اگر اللہ نے روز محشر سب کے سامنے ہماری فلم چلادی تو کیا ہوگا؟ عذاب الٰہی کا تصور کیجئے، نماز توبہ و نماز حاجت پڑھئے، موت وقبر کا استحضار رکھئے، حدیث میں آتا ہے لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو۔ (جامع الاصغر)

اس دعا کا ورد کیجئے: ''اللھم اغفرلی، وطھر قلبی واحصن فرجی۔''

بدنظری نہ کرنے کا فائدہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو اسے میرے خوف سے چھوڑ دے تو میں اس کے بدلے اسے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ (الترغیب والترہیب)

جنت کی ضمانت، عبادت میں حلاوت، قیامت کے دن بدنظری نہ کرنے والی آنکھیں نہیں روئیں گی، چہرے پر نکھار اور رونق آتی ہے، دل میں نور پیدا ہوتا ہے، ولایت خاصہ حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا قرب عظیم ملتا ہے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ (بشکریہ ماہنامہ الفاروق کراچی، اپریل ۲۰۱۴ء)

کرسی پر نماز کے مسائل

قسط:۲

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

(۶)...... مساجد میں کرسیوں کی بلاضرورت کثرت کی وجہ سے بعض جوان اور تندرست نمازی حضرات نماز کے بعد ان کرسیوں پر آرام کرتے ہیں اور بعض مرتبہ ایسے نمازی کرسیوں کو ایک دائرہ کی شکل دے کر اس پر بیٹھ کر باتوں میں مشغول رہتے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی پارک یا کلب میں بیٹھے ہوں، جو مسجد کی شان اور اس کے ادب کے خلاف ہے۔

(۷)..... بعض مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ کرسیوں پر نماز پڑھنے والے بعض حضرات نماز کے بعد زمین پر بیٹھ کر دیگر نمازیوں سے دیر تک محو گفتگو رہتے ہیں، جب وہ زمین پر بیٹھ کر گفتگو کر سکتے ہیں تو زمین پر بیٹھ کر نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اس لئے نماز میں حتی الامکان کرسیوں کے استعمال سے بچنا چاہئے اور ان کے استعمال کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے، ہاں جو افراد واقعۃً اس حد تک معذور ہوں کہ وہ فرض نماز میں قیام اور رکوع نہیں کر سکتے اور زمین پر سر لگا کر سجدہ نہیں کر سکتے، ان کے لئے افضل اور اصل حکم یہ ہے کہ وہ زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے رکوع وسجدہ کر کے نماز ادا کریں، کرسی پر نماز ادا کرنا ضروری نہیں ہے، جائز ہے اور جس شخص کے لئے زمین پر بیٹھنا بھی مشکل ہو وہ بلاشبہ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

بہر حال معتبر عذر کی بناء پر کرسیوں پر نماز ادا کرنے والے خواتین وحضرات کو نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ کے شرعی احکام سے واقف ہونا ضروری ہے، جس کے لئے یہاں کرسی وغیرہ پر نماز ادا کرنے کے ضروری مسائل لکھے جا رہے ہیں، ان کو بار بار پڑھیں، سمجھیں اور ان کے مطابق عمل کریں تاکہ نماز صحیح ادا ہو اور شریعت کی دی ہوئی سہولت بھی عذر کے مطابق حاصل ہو، اگر کوئی بات یا کوئی صورت سمجھ نہ آئے یا اپنی صورت حال کا حکم یہاں نہ ملے تو اس کو الگ لکھ کر معتبر اہل فتویٰ علماء حضرات سے اس کا حکم دریافت کر لیں۔

جو شخص نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کا حکم:

(۱) سوال: جو شخص صحت مند ہو، اور نماز کے اندر قیام، رکوع اور سجدہ باقاعدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: جو شخص نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس شخص کو زمین پر یا تخت پر یا چوکی پر تمام فرض نمازیں اور واجب نمازیں، جیسے وتر اور عیدین کی نمازیں باقاعدہ کھڑے ہو کر پڑھنا فرض ہے، کرسی وغیرہ پر بیٹھ کر ان نمازوں کو پڑھنا جائز نہیں، اس کے باوجود اگر وہ کرسی وغیرہ پر یہ نمازیں پڑھتا ہے تو ایسے شخص کی نمازیں ادا نہ ہوں گی اور ایسی پڑھی ہوئی تمام نمازیں لوٹانی ہوں گی۔ المريض اذا قدر على الصلاة قائما بركوع وسجود فانه يصلي المكتوبة قائما بركوع وسجود فلايجزيه غير ذلك۔ (التتار خانیة،۲/۱۲۰)

(سنتوں اور نفلوں کو کرسی پر پڑھنے کا حکم آگے آ رہا ہے)

جو شخص نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ کرنے کی کچھ تکلیف کے ساتھ قدرت رکھتا ہو اس کا حکم:

(۲) سوال: کوئی شخص بیمار ہے یا کمزور ہے یا بوڑھا ہے یا اس کی کمر اور گھٹنوں میں درد ہے، جس کی وجہ سے قدرے تکلیف کے ساتھ وہ نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ کر سکتا ہے، ایسے شخص کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: جو شخص معمولی بیمار ہے اور زمین پر یا تخت پر یا چوکی پر باقاعدہ کھڑے ہو کر اور رکوع وسجدہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، مگر اس طرح نماز پڑھنے میں اس کو کچھ تکلیف ہوتی ہے، لیکن مرض میں اضافہ نہیں ہوتا اور مرض میں اضافہ ہونے کا یقین اور غالب گمان بھی نہیں ہے، اسی طرح کمزوری اور بڑھاپے کی وجہ سے قدرے تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح کمر اور گھٹنوں کے درد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے معمولی اضافہ ہوتا ہے، لیکن ناقابل برداشت درد نہیں ہوتا تو ایسے شخص کو بھی تمام فرض وواجب نمازیں اور سنتِ مؤکدہ نمازیں باقاعدہ کھڑے ہو کر اور صحیح طریقہ سے رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے پڑھنا ضروری ہیں، کیونکہ یہ صحت مند آدمی کے حکم میں ہے، کرسی پر بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھنے سے ادا نہ ہوں گی۔

البتہ مذکورہ سوال نمبر ۱، ۲ میں ذکر کردہ دونوں صورتوں میں تمام نفل نمازیں اور سنتیں غیر مؤکدہ نمازیں، جیسے عصر اور عشاء سے پہلے کی سنتیں، زمین پر یا کسی کرسی پر بیٹھ کر پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، خواہ عذر ہو یا نہ ہو، لیکن جھک کر رکوع کرنا اور میز یا زمین پر سر لگا کر سجدہ کرنا ضروری ہے، البتہ عذر کی وجہ سے اگر سجدہ زمین پر یا میز پر سر لگا کر نہ کر سکتا ہو تو اشارہ سے بھی ان نمازوں کو ادا کرنا جائز ہے۔ (ويتنفل راكب الحديث جابر أنه قال رأيت رسول

اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وھو علی راحلتہ النوافل فی کل جھۃ... وأما السنن الرواتب فنوافل حتی تجوز علی الدابۃ. (تبیین الحقائق، ۲/۳۴۹) لیکن یاد رہے، بلاعذر ان نمازوں کو بیٹھ کر پڑھنے سے نماز کا آدھا ثواب ملتا ہے اور عذر کی حالت میں پورا ثواب ملتا ہے۔

ویجوز أن یتنفل القادر علی القیام قاعدا بلا کراھۃ فی لأصح ... ولو صلی التطوع بالایماء من غیر عذر لایجوز. (الھندیۃ، ۱/۱۱۴)

یجوز النفل قاعدا مع القدرۃ علی القیام ولکن لہ نصف أجر القائم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی قائما فھو افضل ومن صلی قاعدافلہ نصف أجر القائم. (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ص ۴۰۳)

کرسی پر نفل نمازیں ادا کرنے کا تفصیلی حکم آگے مستقل عنوان کے ساتھ آرہا ہے۔

اب وہ مسائل لکھے جائیں گے، جن میں نمازی کسی عذر جیسے مرض یا کمزوری کی وجہ سے نماز میں قیام یا رکوع یا سجدہ یا تینوں کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہے؟ اس بارے میں سب سے پہلے قدرت نہ ہونے کا مطلب سمجھنا ضروری ہے تاکہ اس کے مطابق عمل کرنا آسان ہو۔

قیام، رکوع اور سجدہ پر قدرت نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

(۳) سوال: نماز کے اندر قیام یا رکوع یا سجدہ کرنے یا تینوں کے کرنے کی قدرت نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی کیا حدود ہیں؟

جواب: نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ یا ان میں سے کوئی ایک یا سب ادا کرنے کی قدرت نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ نمازی کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے ان کے ادا کرنے سے قاصر ہو جائے، یا ان کی ادائیگی کی وجہ سے اس کو سخت تکلیف ہوتی ہو یا بیماری کے بڑھنے، دیر سے اچھا ہونے کا اندیشہ ہو یا ان کو ادا کرنے سے شدید درد ہوتا ہو، یا چکر آتا ہو، تو سمجھا جائے گا کہ نمازی کے اندر ان ارکان کے ادا کرنے کی قدرت نہیں ہے- (من تعذر علیہ القیام لمرض حقیقی وحدہ أن یلحقہ بالقیام ضرر، أو حکمی بأن خاف زیادتہ أو بطئی برئہ بقیامہ أو دوران رأسہ أو وجد لقیامہ ألما شدیداً... صلّی قاعدا.. وفی الشامیۃ: غلب علی ظنہ بتجربۃ سابقۃ أو أخبار طبیب مسلم حاذق. (الدر مع الرد، ۲/۹۵)

جس صورت میں قیام یا رکوع یا سجدہ ادا کرنے سے بیماری بڑھنے یا دیر سے اچھا ہونے کا اندیشہ ہو، اس صورت میں مریض کا اپنا یقین یا غالب گمان ہونا یا کسی مسلمان تجربہ کار طبیب کا بتلانا کافی ہے۔

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کب جائز ہے؟

(۴) سوال: کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کب جائز ہے اور کب جائز نہیں؟

جواب: جس شخص میں فرض نماز یا واجب نماز یا سنت مؤکدہ نماز میں قیام یا رکوع یا صرف سجدہ کرنے کی قدرت نہیں ہے تو اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن اگر وہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہو تو اُسے زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنی چاہیے، بلاضرورت کرسی پر نہیں پڑھنی چاہئے۔ (اذا عجز المریض عن القیام قاعدا یرکع ویسجد. (ھندیۃ، ۱/۱۳۶)

جو شخص بیمار ہے یا کمزور ہے، جس کی وجہ سے وہ کھڑا نہیں ہو سکتا یا کھڑا تو ہو سکتا ہے، لیکن کھڑے ہونے سے اس کو سخت تکلیف ہوتی ہے یا بیماری بڑھ جانے یا دیر سے ٹھیک ہونے کا یقین یا غالب گمان ہے یا کھڑے ہونے کی صورت میں سر چکرا کر گرنے کا اندیشہ ہو، جس کی وجہ سے رکوع وسجدہ نہ کر سکتا ہو تو ان سب صورتوں میں زمین پر یا کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

جو شخص ان صورتوں میں قیام، رکوع اور سجدہ آسانی یا معمولی تکلیف کے ساتھ ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہے، اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگی، کیونکہ یہ شخص صحت مند ہے اور اس کے لئے قیام، رکوع اور سجدہ باقاعدہ ادا کرنا فرض ہے۔

جو شخص صرف قیام پر قادر نہ ہو لیکن رکوع وسجدہ کر سکتا ہو اس کا حکم:

(۵) سوال: جو شخص کسی عذر کی وجہ سے نماز میں قیام پر قدرت نہ رکھتا ہو، البتہ رکوع اور سجدہ کر سکتا ہو تو کیا اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور کیا ایسے شخص کے لئے اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص نماز کے اندر کسی عذر کی وجہ سے قیام کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو، البتہ رکوع اور سجدہ کر سکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ زمین پر بیٹھ کر ہی نماز ادا کرے، باقاعدہ جھک کر رکوع کرے اور زمین پر سر لگا کر سجدہ کرے، محض اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرنا جائز نہیں، ایسا کرنے سے اس کی نماز نہ ہوگی۔ (اذا عجز المریض عن القیام صلی قاعدا یرکع ویسجد. (ھندیۃ، ۱/۱۳۶)

اور بلا عذر کرسی استعمال نہ کرے، لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو تو رکوع کے وقت باقاعدہ جھک کر رکوع کرنے کے بعد سجدہ کے وقت نیچے زمین پر اُتر کر سر لگا کر سجدہ کرنا ضروری ہے، کرسی کے سامنے تختہ یا میز پر بھی سجدہ نہ کرے کیونکہ یہ حقیقی سجدہ نہیں ہے، جبکہ یہ شخص باقاعدہ سر لگا کر سجدہ کرنے پر قادر ہے۔ (جاری ہے)

قومی اسمبلی میں

قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ

تحریر: ڈاکٹر زاہد اشرف

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

"مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔" (الاحزاب:40)

ترجمہ: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ۔" (ابن ماجہ)

ترجمہ: "میں نبیوں میں سے آخری نبی ہوں اور تم امتوں میں سے آخری امت۔"

ایک اور فرمان میں اس کی مزید صراحت یوں ہے: اَلرِّسَالَۃُ وَالنُّبُوَّۃُ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ۔ (مستدرک حاکم)

رسالت اور نبوت دونوں منقطع ہو چکیں، اس لئے میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ ہی کوئی نبی۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں موجود ان واضح، ٹھوس اور اٹل فرامین کی موجودگی میں نبی محتشم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا مبعوث ہونا یکسر خارج از امکان ہو گیا۔ آپ نے تو ایک اور حدیث مبارک میں ایک تمثیل کے ذریعے بھی کسی اور نبی کی آمد کا باب ہمیشہ کے لئے بند فرما دیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا:

"اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ، اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِّنْ زَاوِیَۃٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ، وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ، قَالَ: فَاَنَا اللَّبِنَۃُ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔" (بخاری)

ترجمہ: "میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے نہایت حسین وجمیل گھر بنایا، مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھ دی۔ لوگ اس کے گھر کو دیکھنے کے لئے آتے جاتے رہے، اس کی خوب صورتی سے متاثر بھی ہوتے، لیکن ساتھ ہی کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہی یہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔"

جب قصر نبوت کی تکمیل ہو گئی، اس کی آخری اینٹ بھی لگا دی گئی اور تزئین وآرائش کے جملہ کام بھی مکمل ہو گئے تو کسی اور نبی کا آنا ایمانی واعتقادی اور عقلی وواقعاتی بنیادوں پر ناممکن ہو گیا۔ اس عدم امکانیت کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح الفاظ میں یہ انتباہ فرما دیا تھا:

"سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔" (ترمذی)

ترجمہ: "میری امت میں تیس کذاب (بے حد جھوٹے) ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں ہی خاتم النبیین ہوں، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

اس پیش گوئی کو عمل کے قالب میں ڈھلتے زیادہ دیر نہیں لگی۔ ادھر آپ کی رحلت ہوئی، اُدھر نبوت کے دعوے دار منظر عام پر آ گئے۔ مرد وزن دونوں ہی کذابین کی فہرست میں شامل ہونے کے لئے ایک دوسرے پر بازی لینے کے لئے کوشاں ہو گئے۔ اسلام کی چودہ صدیوں پر محیط تاریخ میں کئی ایک جھوٹوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، لیکن سب اپنی موت آپ مر گئے۔ برصغیر میں جن لوگوں نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا، ان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اس اعتبار سے زیادہ اہمیت حاصل کی کہ اس کی نبوت کو اس دور کی سپر پاور برطانیہ نے تخلیق کیا اور اس کی تراش خراش کا اہتمام کیا تھا۔ آج کی طرح، اس دور کی سپر پاور بھی مسلمانوں کے جذبۂ جہاد سے خوف زدہ تھی۔ اسے برصغیر پر اپنی حکمرانی کو برقرار رکھنے کے لئے کسی ایسے فرد کی ضرورت تھی جو مسلمانوں میں سے روح جہاد کو نکال باہر کرکے اس کے ہدف کو پانے کی جدوجہد کر سکے۔ اس کی نظر مرزا غلام احمد قادیانی پر پڑی، چنانچہ برطانوی آقا کی تخلیق کردہ نبوت، قادیان میں منصۂ شہود پر آ گئی۔

یہ نبوت اور اس نبوت کے دعوے دار، دونوں کے جھوٹے ہونے پر مختلف اسلامی مکاتب فکر اور ان سے وابستہ علمائے کرام کے علاوہ مسلم امہ کے

مفکرین، دانشور اور عوام سبھی متفق رہے۔ قادیانیوں کے مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر کسی کو بھی کوئی شک وشبہ نہ رہا۔ یہ الگ بات کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے، اسلامی اصطلاحات کو اپناتے اور استعمال کرتے سادہ لوح مسلمانوں کو بہلاتے اور ورغلاتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد ان میں سے کئی ایک سرکاری انتظامی مشینری میں گھس کر اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز ہوتے رہے۔ ان لوگوں نے اپنے ان مناصب کو قادیانیت کے فروغ کے لئے بھی استعمال کیا اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے جھوٹے نبی کی امت کو تقویت بھی بہم پہنچائی۔ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان وایقان رکھنے والے سبھی مسالک، مسلمانوں کی سبھی جماعتیں اور ایمانی غیرت سے سرشار اسلامیان برصغیر اس مقامی نبوت کے خلاف علمی وعملی دونوں محاذوں پر برسرپیکار رہے۔ علمائے امت نے دلائل کی رو سے بھی جھوٹے نبی اور اس کی امت کو شکست فاش سے دوچار کیا، اور انہی کی روشنی میں ان کے غیر مسلم اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے فتاویٰ بھی صادر کئے۔

بات صرف فتاویٰ تک ہی محدود نہ رہی، امت مسلمہ کے اجماعی فیصلے کی بازگشت عدالتی فیصلوں میں بھی سنائی دی۔ اس سب کچھ کے باوجود آئینی وقانونی اور سرکاری سطح پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہ دینے کے باعث انفرادی واجتماعی سطح پر بے شمار مشکلات جنم لیتی رہیں۔ ان میں سے اہم ترین الجھن یہ تھی کہ اگرچہ سعودی علماء وشیوخ نے بھی قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا فتویٰ صادر کر رکھا تھا اور سعودی حکومت بھی اس فتوے پر کاربند تھی، لیکن پاکستانی پاسپورٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہ دینے کے باعث وہ بسا اوقات مسلمانوں کا لبادہ اوڑھے حرمین شریفین میں داخل ہونے میں کامیاب ہوجاتے تھے۔ وہاں داخل ہونے کے بعد وہ کیا کیا گھناؤنی سازشیں کرسکتے تھے، یا کیسی خوف ناک سازشوں کا تانا بانا بن سکتے تھے، ان کا اندازہ، قادیانیوں کے ناپاک عزائم اور ان کی فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی دشوار امر نہ تھا۔

پاکستان بھر کے غیور علمائے کرام، دینی تنظیمیں اور جماعتیں، تسلسل کے ساتھ یہ مطالبہ کررہی تھیں کہ حرمین شریفین میں قادیانیوں کے داخلے کو روکنے کے لئے انہیں غیر مسلم قرار دینا ازبس ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیے کہ دہائیوں پر مشتمل ان کی جاں گسل جدوجہد کی کامیابی کا راستہ، انہوں نے قادیانیوں کے ذریعے ہی ہموار کردیا۔

ہوا کچھ یوں کہ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ تفریحی ومعلوماتی دورے کے بعد بذریعہ ٹرین ملتان واپس جارہا تھا۔ ٹرین 29 مئی 1974ء کو جب ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو قادیانیوں نے مرزا طاہر کی قیادت میں ان طلبہ پر حملہ کردیا اور کئی ایک کو شدید زخمی کردیا۔ اس حملے کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ٹرین کا اگلا پڑاؤ فیصل آباد (تب لائل پور) ریلوے سٹیشن پر تھا۔ چونکہ قادیانیوں کے حملے کی خبر فوراً فیصل آباد کی دینی قیادت اور غیور مسلمانوں تک پہنچ گئی تھی، اس لئے ٹرین کے فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے ہی شہر کے دینی قائدین اور عوام کا جم غفیر نشتر میڈیکل کالج کے مظلوم زخمی طلبہ کا استقبال کرنے اور ان سے اظہار یک جہتی کے لئے موجود تھا۔ یہ استقبال، اس طویل احتجاجی تحریک کا نقطہ آغاز ثابت ہوا، جو بالآخر قادیانیوں کو پارلیمنٹ کے ذریعے غیر مسلم قرار دینے پر منتج ہوئی۔

فیصل آباد ہمیشہ سے ہی دینی وملی اور قومی تحریکوں کا مرکز رہا ہے۔ اس شہر کے باسیوں نے ملک میں اٹھنے والی ہر تحریک میں نمایاں کلیدی کردار ادا کیا اور اسے کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لئے جان ومال کے نذرانے پیش کئے۔ تب فیصل آباد کی دینی قیادت بیدار مغز بھی تھی اور جرأت وشجاعت سے متصف بھی۔ اس قیادت میں خلوص بھی تھا اور للّٰہیت بھی۔ یہ قیادت ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دینی، ملی اور قومی درد کے ساتھ یک جا ہوجاتی اور پھر یک جان بن کر مطلوبہ ہدف کو پانے کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن وقف کردیتی۔ مولانا مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمود، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، جناب طفیل احمد ضیاء، مولانا محمد اشرف ہمدانی، صاحبزادہ افتخارالحسن، مولانا محمد صدیق رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ مولانا محمد یوسف انور، صاحبزادہ فضل رسول اور ان جیسی کئی ایک شخصیات نے ہر تحریک میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔

نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ پر قادیانیوں کے حملے نے اسلامیان پاکستان کے تن بدن میں آگ سی لگادی۔ فیصل آباد سے اٹھنے والا احتجاج دنوں میں ہی ملک گیر تحریک کا روپ دھار گیا۔ اس تحریک کے دوران عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مختلف مسالک کے علمائے کرام نے بھی وحدت ویگانگت کے قابل فخر مظاہر پیش کئے۔ کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا فقید المثال پلیٹ فارم معرض وجود میں آیا اور چشم فلک نے عقیدہ ختم نبوت کو قانونی طور پر منوانے کے لئے سبھی مسالک کے زعماء کو قابل رشک جدوجہد کرتے ہوئے دیکھا۔ صرف مذہبی مسالک ہی نہیں، مختلف سیاسی پارٹیاں بھی ایک ہی لڑی میں پروئی گئیں۔ اسی اتحاد کے باعث تحریک میں کچھ ایسی جان پڑی کہ وہ نہ صرف مہینوں جاری وساری رہی بلکہ اس میں ہر گزرتے دن کے ساتھ شدت آتی چلی گئی۔

جیسا کہ ہر تحریک کے ساتھ ہوتا ہے اور جیسا

کہ ہر حکومت کا وطیرہ ہوتا ہے، ابتداء میں تحریک ختم نبوت کو دبانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، لیکن ایسا ممکن نہ ہوسکا۔ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت اور عقیدۂ ختم نبوت سے غیر متزلزل وابستگی نے اسلامیان پاکستان کو سوئے منزل رواں دواں رکھا۔ بالآخر حکومت نے اس حقیقت کا ادراک کرلیا کہ اس تحریک کو روایتی ہتھکنڈوں سے دبانا اور ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔ ان ہتھکنڈوں میں بالعموم ترغیب و ترہیب دونوں ہی شامل ہوتے ہیں جبکہ بسا اوقات تحریک چلانے والے قائدین میں انتشار کو فروغ دے کر یہ ہدف حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایسے ہی ہتھکنڈے ہم نے پاکستان کی مختلف ملی وقومی تحریکوں میں روبعمل آتے دیکھے ہیں۔

یہ تمام ہتھکنڈے اختیار کرنے کے بعد بالآخر حکومت نے درست راستے کا انتخاب کیا۔ معاملہ قومی اسمبلی میں پیش ہوا اور یوں پاکستان میں دہائیوں سے لٹکے ہوئے اس اہم مسئلے کے حل کی جدوجہد کو قانونی وآئینی جہت مل گئی۔ 5 اگست 1974ء کا وہ تاریخی دن تھا جب پاکستان کی اسلامی ودینی اور قانونی و آئینی تاریخ کا ایک تابندہ تر باب رقم کرنے کا آغاز ہوا۔ 21 روزہ کارروائی کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ یہ 21 دن اپنی اہمیت اور زیر بحث معاملے کی نزاکت کے حوالے سے صدیوں پر بھاری تھے۔ ان کا ایک ایک لمحہ جہاں علماء واسلامیان برصغیر کی جاں گسل جدوجہد کا آئینہ دار تھا، وہیں وہ ان کے ایمان وایقان کے ساتھ اعتقادی وجذباتی وابستگی کا مظہر بھی تھا۔ ان 21 دنوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کے فوری بعد سے اس وقت تک کے علمائے برصغیر کی علمی واستدلالی کاوشیں ہی سمٹ کر نہیں آ گئی تھیں، قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں اس پر بحث مباحثے کے آغاز نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کو آئینی و قانونی تناظر میں دلائل کو یک جا کرنے کی ایک بے مثال جدوجہد کا پیش خیمہ بھی بنادیا۔ سبھی مسالک فکر کے جلیل القدر علماء نے اس ضمن میں قابل رشک جدوجہد کی، انہوں نے اپنے شب وروز اس مبارک کام کے لئے وقف کردیے اور وہ حوالہ جات تلاش کئے جن کی بنیاد پر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاسکے۔ مرزا غلام احمد کے جھوٹے دعوائے نبوت اور اس سے متعلقہ حوالہ جات کی اس کی اپنی کتب سے تلاش، قادیانیوں کی کتب اور ان کے اخبارات ورسائل سے قادیانیوں کے عقائد اور عزائم کے حوالے سے دلائل کا استخراج، بڑا مشکل اور صبر آزما کام تھا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر پر جرح کے دوران زیر بحث آنے والے نکات پر دلائل کے ساتھ بحث اور پیدا ہونے والے سوالات کے مسکت جوابات کی چھان پھٹک، یہ سب کچھ فوری اور نتیجہ خیز ریسرچ کا متقاضی تھا۔ سبھی مسالک کے علمائے کرام نے اس غرض سے اسلام آباد میں ڈیرے ڈال لئے اور لمحہ بہ لمحہ بدلتی صورت حال کے مطابق، اپنے کام میں ہر آن مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کاوشوں اور مساعی کو بار آور فرمایا اور یوں 7 ستمبر 1974ء کو اسلامیان برصغیر کی مراد بر آئی، دہائیوں پر مشتمل ان کی طویل جدوجہد نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور مرزا غلام احمد کو ماننے والے دونوں گروپ، قادیانی اور لاہوری، غیر مسلم قرار پاگئے۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی 21 روزہ کارروائی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے چیئرمین کے احکامات اور سرکاری خفیہ ریکارڈ کے قانون کی رو سے منظر عام پر نہ آسکی۔ اس قانون کی تیس سالہ پابندی کے خاتمہ کے بعد بھی اسے خفیہ ہی رہنے دیا گیا، البتہ پیپلز پارٹی کے گزشتہ دور حکومت میں قومی اسمبلی کی اسپیکر ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے 38 سال بعد اسے منظر عام پر لانے کی منظوری دے دی۔ اس منظوری کے بعد سرکاری طور پر اس طویل اور مفصل دستاویز کی طباعت تو ہوئی، لیکن حکومت خود اسے تقسیم کرنے اور منظر عام پر لانے میں گریزاں رہی۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اس کی اشاعت کے اسباب پیدا فرمائے اور بالآخر یہ عظیم اور تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا کی تحقیق وتخریج کے ساتھ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان کے زیر اہتمام ستمبر 2013ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوگئی۔

پانچ جلدوں پر مشتمل اس عظیم وضخیم دستاویز کی اشاعت کا علم راقم الحروف کو دینی رسائل کے ذریعے ہوئے ابھی چند روز ہی بیتے تھے کہ ایک روز بین الاقوامی شناخت کے حامل فیصل آباد کے نامور اور ممتاز الٹراساؤنڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر صولت نواز کا فون آیا کہ آپ کے لئے اس عظیم دستاویز کی ایک کاپی نواز میڈی کیئر ہسپتال میں موجود ہے، اسے منگوالیجئے۔ ساتھ ہی انہوں نے اس پر کچھ لکھنے کی بھی ہدایت فرمائی۔ ڈاکٹر صولت نواز محض اپنے شعبے کے ماہر ہی نہیں ہیں، وہ بے پناہ دینی وملی درد بھی رکھتے ہیں۔ دینی حلقوں سے ان کے گہرے روابط ہیں۔ اس سب کچھ پر مستزاد قرآن کریم اور اس کے حسن تلاوت سے ان کا والہانہ لگاؤ ہے۔ وہ عالم اسلام کے عظیم ترین قاری المقری عبدالباسط محمد عبدالصمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی شاگردی کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہیں۔ وہ جب اپنے استاذ گرامی قدر کے انداز میں تلاوت کرتے ہیں تو سامعین وجد میں آجاتے ہیں۔

ڈاکٹر صولت نواز کی اس فرمائش کی تعمیل میرے لئے سعادت سے کم نہ تھی، اس لئے کہ یہ جس کتاب کے حوالے سے تھی، اس میں زیر بحث مسئلہ تو ہر کلمہ گو کے ایمان واعتقاد کے اہم ترین جزو سے تعلق

رکھتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لائے بغیر کوئی بھی فرد دائرہ اسلام کے اندر رہنے کا دعوے دار ہو ہی نہیں سکتا۔ جبھی تو میں نے موصولہ دیگر بے شمار کتب کو ایک طرف رکھتے ہوئے اسے اپنے مطالعے کا حصہ بنالیا۔

"قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ" زیر نظر کیفیت میں پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد کا آغاز، انتساب کے بعد 18 صفحات پر مشتمل دیباچے سے ہوتا ہے، جس میں مولانا اللہ وسایا نے نہ صرف قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی کارروائی کے 21 دنوں کا اختصاریہ پیش کیا ہے بلکہ اس کمیٹی کی مصدقہ رپورٹ کے حصول میں حائل رکاوٹوں، ان رکاوٹوں کو سر کرنے کی جاں گسل جدوجہد اور پھر اس رپورٹ پر کی گئی محنت کی تفاصیل بھی رقم کی ہیں۔ اس رپورٹ کے حوالے سے قادیانیوں کے دجل وفریب اور تلبیسات کو بھی انہوں نے آشکارا کیا ہے اور پھر قادیانی مسئلے کے حوالے سے اس رپورٹ کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس دیباچے کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جناب مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور ان کے ساتھیوں نے کس عقیدت، جذبے، لگن اور محنت کے ساتھ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ ان کی جدوجہد یقینی طور پر لائق ستائش بھی ہے اور لائق تبریک بھی۔

دیباچے میں جناب مولانا اللہ وسایا نے سرکاری طور پر طبع کردہ رپورٹ کے ساتھ اپنے اس ایڈیشن کا موازنہ کرتے ہوئے، اس کے امتیازات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ بیان کردہ آٹھ امتیازات میں سے اہم ترین یہ ہیں:

1۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے اجلاسوں کے دوران انگریزی میں ادا کیے گئے جملے سرکاری رپورٹ میں صرف انگریزی میں ہی نقل کیے گئے تھے جبکہ زیر نظر ایڈیشن میں ان کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے جو یقینی طور پر اس کی افادیت کو بڑھا دیتا ہے۔

2۔ عربی عبارات کو کمپوز نہیں کیا گیا تھا۔ موجود حوالہ جات کی مکمل عبارات زیر نظر ایڈیشن میں شامل کر دی گئی ہیں۔

3۔ حکومتی ایڈیشن اور زیر نظر ایڈیشن میں صفحات کے فرق کو تقابلی مطالعے کے لئے واضح کر دیا گیا ہے۔

4۔ زیر نظر ایڈیشن میں جا بجا حواشی کے ذریعے زیر بحث مسئلے کی توضیح بھی کی گئی ہے۔

5۔ زیر نظر ایڈیشن میں مختلف مقامات پر ذیلی سرخیاں دی گئی ہیں جبکہ ہر جلد کے آغاز پر موضوعات کی فہارس بھی شامل کی گئی ہیں، جن کی وجہ سے یہ ایڈیشن، زیر مطالعہ موضوعات کے حوالے سے زیادہ افادیت کا حامل بن جاتا ہے۔ مزید برآں ذیلی سرخیاں، حواشی اور حوالہ جات بین القوسین درج کئے گئے ہیں تاکہ سرکاری ایڈیشن سے ان کا امتیاز برقرار رہے، اور اصل متن بھی جوں کا توں رہے۔

6۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی 21 روزہ کارروائی ہر روز کے اعتبار سے 21 حصص پر مشتمل تھی۔

زیر نظر ایڈیشن میں انہیں درج ذیل پانچ جلدوں میں سمو دیا گیا ہے:

سرکاری ایڈیشن	زیر نظر ایڈیشن
حصص:1,2,3	جلد:1
حصص:4,5,6,7,8	جلد:2
حصص:9,10,11,12	جلد:3
حصص:13,14,15	جلد:4
حصص:16,17,18,19,20,21	جلد:5

ان پانچ جلدوں کے صفحات کچھ یوں ہیں:

جلد نمبر:1	1 تا 576	(کل صفحات:576)
جلد نمبر:2	577 تا 1144	(کل صفحات:568)
جلد نمبر:3	1145 تا 1696	(کل صفحات:552)
جلد نمبر:4	1697 تا 2232	(کل صفحات:536)
جلد نمبر:5	2233 تا 2952	(کل صفحات:720)

پانچوں جلدوں میں ان صفحات کی ترتیب بائیں سے دائیں ہے، دائیں سے بائیں نہیں۔ بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ سرکاری طور پر طبع شدہ رپورٹ کے انداز کو ہی اپنایا گیا ہے۔ اسی اعتبار سے پانچوں جلدوں کا ٹائٹل بھی بائیں طرف ہی ہے۔ ٹائٹل کے اوپر والے حصے میں قومی اسمبلی کی عمارت کی تصویر ہے، جس پر پاکستان کا جھنڈا لہرا رہا ہے جبکہ کلمہ طیبہ کندہ ہے جو اس حقیقت کا اعلانِ صریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے آخری نبیؐ کے ذریعے عطا کی ہوئی شریعت کی حکمرانی ہی اسلامی جمہوریہ پاکستان پر قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا با بانگ دہل اعلان کرتا یہ کلمہ طیبہ ہی اس ملک کی اساس ہے اور 7 ستمبر 1974ء کو اسی عمارت کے اندر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ اسی اعلان کا ایک عملی مظہر تھا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی 21 روزہ کارروائی کے گیارہ دنوں میں مرزا ناصر احمد پر جرح ہوتی رہی۔ جرح کا بیشتر کام اٹارنی جنرل یحیٰ بختیار نے سرانجام دیا۔ ارکان اسمبلی کے سوالات کو مرتب کردہ سوالات کمیٹی فائنل کر کے متعلقہ مواد سمیت ان تک پہنچا دیتی، بقیہ کام اٹارنی جنرل ہی کرتے۔ ان کی جرح زیر نظر ایڈیشن کی تقریباً اڑھائی جلدوں پر محیط ہے، یعنی جلد اول کے صفحہ 33 سے لے کر جلد سوم کے صفحہ 1516 تک۔ مرزا ناصر احمد پر اس جرح کے آخری حصے میں چند ایک صفحات (تقریباً 23 صفحات) اس جرح کا حصہ ہیں جو مولانا ظفر احمد انصاری نے کی۔

(جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس سرائے نورنگ

رپورٹ: مولانا محمد ابراہیم ادہمی

لکی مروت.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے ہر سال کی طرح امسال بھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کو شایان شان طریقے سے منانے کے لئے دو ماہ پہلے سے صلاح ومشورے شروع کئے تھے۔ ضلع کے تمام علماء کرام نے متفقہ طور پر ۲۹ ؍مارچ ۲۰۱۴ء بروز سنیچر ایک روزہ آٹھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سرائے نورنگ میں منعقد کرنے کا مشورہ کیا۔ مرکزی وصوبائی قائدین کے ساتھ رابطے بھی کئے۔ مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، جانشین خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب، صوبائی امیر حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب اور دیگر جید علماء کرام سے کانفرنس کے لئے وقت بھی لے لیا۔ ضلعی مجلس عاملہ کے اراکین نے علماء کے مشوروں کی روشنی میں پورے ضلع کے دورے کا شیڈول بنالیا اور کانفرنس کی کامیابی کے لئے تگ ودو شروع کی۔

کانفرنس سے پہلے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کے لئے تربیتی پروگرام کا اہتمام بھی کیا۔ طلبا کی بڑی تعداد نے شرکت کرکے حب نبوی کا ثبوت دیا۔ ۲۸ ؍مارچ تک تمام یونین کونسلوں کے دورے مکمل ہوگئے، اس کے علاوہ دینی مدارس و مراکز، اسکولوں، کالجوں، تاجر برادری، صحافی حضرات اور زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے عمائدین علاقے کو خصوصی دعوت بھی دی۔

مزید خوشی کی بات یہ کہ اکابرین کی توجہات اور ضلعی مجلس عاملہ وعلماء کی خصوصی کوششوں سے ایک اور خاندان بہت جلد مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت پر لعنت بھیج کر کلمہ شہادت پڑھ کر حلقۂ بگوش اسلام ہوگا۔ ان کے ساتھ بات ہوگئی ہے صرف اعلان باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ باقی قادیانیوں کو بھی اسلام لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۹ ؍مارچ کو کانفرنس شروع ہونے سے پہلے ہی جامع مسجد مجیدی سرائے نورنگ میں قافلے کی صورت میں جمع ہونا شروع ہوگئے۔ کانفرنس صبح ۸ بجے حافظ محمد مدثر کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد ابراہیم ادہمی اور مفتی ضیاء اللہ نے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ پہلی نشست کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے امیر حاجی امیر صالح خان صاحب نے کی۔ نعت رسول مقبول کے بعد مولانا محمد عمر صاحب اور بزرگ عالم دین مولانا غلام احمد صاحب نے ختم نبوت کے موضوع پر لاجواب بیانات کئے۔ صوبائی مبلغ مولانا محمد عابد کمال نے قادیانی مصنوعات کی بائیکاٹ اور ان کی مصنوعات کے استعمال کے نقصانات بتائے، نوجوانوں کو جدید میڈیا میں قادیانی پروپیگنڈوں اور ان کی سازشوں سے بھی آگاہ کیا۔ عالمی مجلس ضلع بنوں کے نائب امیر مفتی شمس الحق صاحب ضلع کرک کے مولانا ابن یامین صاحب، جے یو آئی کے جنرل سیکریٹری مولانا بشیر احمد عثمانی، علوم شاہ ولی اللہ کے امین مولانا قاری سیف الرحمن صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کے مدلل بیانات کے بعد مولانا عبدالغفار صاحب نے پہلی نشست کا اختتام دعا سے کیا۔

نماز ظہر کے فوراً بعد دوسری نشست خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین فرزند خواجہ خواجگان حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی صدارت میں شروع ہوئی، اسٹیج سیکریٹری مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے تلاوت کے لئے قاری حنیف اللہ صاحب کو دعوت دی۔ تلاوت کے بعد مجلس کے سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور صاحب نے انتہائی سلیس زبان میں ختم نبوت پر علمی انداز میں خطاب کرکے سامعین کی علمی پیاس بجھادی۔ جنرل سیکریٹری مولانا عبدالرحیم صاحب نے مرکزی وصوبائی قائدین سمیت تمام شرکائے کانفرنس کا شکریہ ادا کیا، اس کے بعد شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو خصوصی خطاب کے لئے دعوت دی عاشقان ختم نبوت نے اپنے محبوب رہنما کا نعرۂ تکبیر اور تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد کے ایمان افروز نعروں سے استقبال کیا۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمایا کہ ہر ابتدا کی انتہا ہوتی ہے۔ رسالت ونبوت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر ساقی کوثر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہوئی۔ حضور کے بعد قیامت کی صبح تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ آنے والا ہے جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر کذاب، دجال اور جہنمی ہوگا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے صحابہ کرامؓ کے بعد ہمارے اکابرین نے بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ اکابرین دیوبند کی وجہ سے امت مسلمہ کا ایک سو سالہ پرانا مسئلہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حل ہوگیا۔ ۱۹۷۴ء میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی تجویز پر ذوالفقار علی بھٹو نے شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور الیکشن فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ پُر کرنا لازمی قرار دیا تھا۔ اس دن سے لے کر آج

تک قادیانی اور قادیانی نواز اسلام اور آئین پاکستان کے خلاف مسلسل سازش کر رہے ہیں، کبھی الیکشن فارم سے حلف نامہ نکال رہے ہیں تو کبھی قادیانیوں کے تعلیمی ادارے واپس کر رہے ہیں، حکمران ہوش کے ناخن لیں اور قادیانیوں کو لگام دیں۔ ہم ہر حال میں عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کریں گے اور قادیانیوں کے تمام مذموم عزائم کو خاک میں ملائیں گے۔

شاہین ختم نبوت کے بعد صوبائی امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب کو اختتامی خطاب کی دعوت دی۔ حضرت مفتی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت واخلاق اور عقیدۂ ختم نبوت پر انتہائی مدلل اور مفصل خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے ہمیں درس وتدریس، جہاد وتبلیغ، منبر ومحراب، تصوف وسلوک اور سیاست وخلافت ملی ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہم ہر حال میں کریں گے۔ جہاں بھی کوئی گستاخ اور کذاب زبان درازی کرے گا تو اس کا ایک ہی علاج ہے۔ (نعرہ: گستاخ رسول ایک ہی سزا، سرتن سے جدا، سرتن سے جدا۔ تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد)۔

انشاء اللہ قیامت کی صبح تک عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کریں گے۔ جس طرح ہمارے آباؤ اجداد نے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا تھا انشاء اللہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر محاذ پر یہ خدمت جاری وساری رکھیں گے۔ مرزا قادیانی کو کل بھی ہمارے اکابرین نے شکست دی تھی، اور آج بھی پوری دنیا میں کہیں بھی قادیانیوں اور مرزائیوں کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ قادیانیوں کا سورج غروب ہو رہا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت قادیانیوں کو اپنے بُرے انجام سے نہیں بچا سکتی۔ لہٰذا قادیانی اور قادیانی نواز ہمارے دین اسلام، آئین پاکستان اور

دینی مدارس کے خلاف سازشوں سے باز رہیں۔ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور ہم ان قلعوں کے نگہبان ہیں، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تمام فیصلوں سے ہم متفق ہیں۔

مفتی ضیاء اللہ صاحب نے قراردادیں پیش کیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امین صاحب، پیر طریقت حضرت مولانا سیف اللہ جان صاحب، استاذ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب، مولانا عبدالرحیم صاحب (امیر جے یو آئی لکی مروت) مولانا سمیع اللہ مجاہد، مولانا اعزاز اللہ، مفتی عظمت اللہ، مولانا خلیل احمد، مفتی رضوان اور دیگر جید علماء کرام نے شرکت کر کے کانفرنس کو چار چاند لگا دیئے۔

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی بابرکت دعا سے ایک روزہ عظیم الشان کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ مولانا محمد طیب، صاحبزادہ امین اللہ، مولانا عاطف اللہ، مولانا شبیر احمد، مولانا گل رئیس خان، مولانا محمد گل، حافظ نقیب اللہ، انور جمال اور عظمت اللہ سمیت دیگر ساتھیوں نے بہترین انتظامات کر کے داد کے مستحق ٹھہرے۔ سیکورٹی کے فرائض انصار الاسلام تحصیل نورنگ کے سالار اعلیٰ مولانا گل فراز شاکر کی نگرانی میں انصار الاسلام کے رضاکاروں نے ادا کئے۔ عاشقان ختم نبوت کی کثیر تعداد نے شرکت کی وجہ سے جامع مسجد کے سہ منزلہ وسیع وعریض عمارت میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ☆☆

قادیانی اب پس پردہ اپنے مذموم مقاصد کیلئے کوشاں ہیں: قاضی احسان احمد

حلقہ منظور کالونی میں علماء کرام کے ماہانہ اجلاس میں خطاب

کراچی (رپورٹ: محمد رضوان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی کے زیر اہتمام علماء کرام کا ماہانہ اجلاس جامع مسجد ابراہیم جامعہ تعلیم القرآن والسنہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد راقم الحروف نے اجلاس میں مختصر بیان کیا اور علماء کرام کے سامنے تجاویز پیش کیں کہ علاقہ میں شعور ختم نبوت کورز پروگرام رکھا جائے، جس میں اسکول، کالج کے طلبا کرام شریک ہوں۔ مختلف پروگرام منعقد کرنے چاہئے تاکہ عوام میں اس عقیدہ ختم نبوت سے متعلق آگاہی پیدا ہو اور قادیانیت کے فتنہ کو خوب پہچانیں۔ اس موقع پر اجلاس کے مہمان خصوصی مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے بعد ہمارا کام پہلے سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اس لئے کہ پہلے قادیانی کھلے عام ارتدادی سرگرمیاں اور گمراہی کے سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے تھے، مگر ۱۹۷۴ء کے بعد قادیانی پس پردہ اپنے مذموم مقاصد کے لئے کوشاں ہیں۔ لہٰذا اپنے بڑوں کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اس میدان میں مصروف عمل رہیں۔ اجلاس میں جامعہ تعلیم القرآن والسنہ کے مہتمم مولانا قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا محبوب احمد، مولانا حشمت اللہ خان، مولانا امجد خان، مولانا شبیر احمد، مولانا محمد نصر من اللہ، مولانا محمد وقاص، مولانا محمد طاہر، مولانا مفتی محمد رمضان، مفتی تقی الراعی اور دیگر کئی علماء کرام نے شرکت کی۔ اجلاس کا اختتام بزرگ رہنما مولانا خان محمد ربانی کی دعا پر ہوا۔

آنحضرت ﷺ بحیثیت قانون ساز؟

ادارہ مضمون نگار مولانا محمد اشرف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ وہ ماشاء اللہ ہفت روزہ ختم نبوت کے نہ صرف یہ کہ قاری ہیں بلکہ اس کے مضامین پر گہری نظر بھی رکھتے ہیں اور اس سے کارکنان کو یہ بھی حوصلہ ملا کہ اگر ہم سے کوئی لغزش یا سستی ہوئی تو ہمارے قارئین بروقت ہمیں اس پر متوجہ بھی فرمائیں گے۔ ادارہ ان کے اس جذبہ کی قدر کرتا ہے۔ مولانا محمد اشرف صاحب کو جناب جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس کے مضمون بعنوان ”حضور ﷺ بحیثیت منصف وقانون ساز“ پر اشکال ہوا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ مضمون کے ابتدائی حصہ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض معاملات میں نص قرآنی موجود نہ ہونے کی صورت میں بحیثیت شارع خود حکم فرماتے اور اپنی رائے کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس سے کافی شکوک وشبہات پیدا ہوئے۔ جب کہ یہی بات مولانا موصوف مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے حوالے سے اپنے زیر نظر مضمون میں لکھتے ہیں کہ: ”اس آیت سے پانچ مسائل ثابت ہوئے۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے مسائل میں جن میں قرآن کریم کی کوئی نص صریح وارد نہ ہو، اپنی رائے سے اجتہاد کرنے کا حق حاصل تھا اور مہمات کے فیصلوں میں آپ نے بہت سے فیصلے اپنے اجتہاد سے بھی فرمائے... مضمون نگار مزید لکھتے ہیں کہ ”اگر کہیں کسی نے آپ ﷺ پر یا کسی پیغمبر پر شارع کا اطلاق کیا ہے تو صرف مجازاً ہے۔“ یہی بات جناب جسٹس بدیع الزماں صاحب کی تحریر میں ہے۔ بہر حال مولانا محمد اشرف صاحب کی یہ فکرمندی قابل ستائش اور قابل تعریف ہے۔ اب آپ مولانا محمد اشرف صاحب کا خط اور ان کا مضمون ہر دو ملاحظہ فرمائیں: (ادارہ)

مولانا محمد اشرف، گوجرانوالہ

مخدوم ومکرم حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

ہفت روزہ ختم نبوت جلد: ۳۳، شمارہ: ۴، مورخہ ۲۱ تا ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۳۵ھ نظر سے گزرا، اس میں ایک مضمون ”نبی کریم ﷺ بحیثیت منصف وقانون ساز“ ہے مضمون کے عنوان میں ”قانون ساز“ کے لفظ نے بار بار توجہ اپنی جانب مبذول کی، فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون کو ماشاء اللہ خوب لکھا ہے، لیکن مضمون کے ابتدائی حصے سے یہ تاثر ملا کہ ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض معاملات میں نص قرآنی موجود نہ ہونے کی صورت میں بحیثیت شارع خود حکم فرماتے اور اپنی رائے کے مطابق فیصلہ فرماتے۔“ اس سے کافی شکوک وشبہات پیدا ہوئے، کئی دن سوچتا رہا، معاملہ چونکہ انتہائی حساس ہے، حساس معاملے میں دور دراز کی تاویلات کے ذریعے ہی اس کے مطلب کو صحیح کیا جاسکتا ہے، شکوک پختہ ہوتے گئے۔ بندہ ناچیز کے اساتذہ میں سے صرف ایک استاذ بقید حیات ہیں حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانی مدظلہ جو استاذ محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفرازؒ کے وقت مدرسہ نصرت العلوم میں مفتی تھے، سے وقت طے کرکے ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اپنے اشکالات بیان کئے، حضرت مفتی صاحب نے بھی تائید فرمائی۔ ہفت روزہ کے ذمہ دار ہونے کی وجہ سے آپ سے بات کرنے کی رائے ٹھہری، بندہ نے زبانی عرض کرنے جبکہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے تحریر بھیجنے کی تجویز دی، چند سطور مختلف کتب سے ترتیب دے کر بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ اس سلسلے میں بندہ ناچیز کی رہنمائی فرمائیں گے، اگر اس ناکارہ کو دعاؤں میں یاد فرمائیں تو احسان عظیم ہوگا۔

فقط والسلام مع الاحترام

محمد اشرف

خانقاہ سید احمد شہیدؒ، گوجرانوالہ

مقنن اور شارع صرف اللہ جل جلالہ ہیں اور قانون سازی صرف ذات وحدہ لاشریک کی شان ہے۔ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام قانون الٰہی کی تبلیغ و تعلیم کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ انبیاء ورسل کی طرف شریعت وقانون کی جو نسبت ہوئی ہے، وہ مجازاً ہے حقیقتاً نہیں، شریعت میں اوامر ونواہی، حلال وحرام وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتے ہیں۔ انبیاء و رسل علیہم السلام نہ شریعت بناتے ہیں اور نہ قانون، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت، قانون لوگوں کو سمجھاتے، سکھاتے، اس کی تبلیغ کرتے اور تعلیم دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا“ (مائدہ:۴۸)

ترجمہ: ”اور ہر ایک کو تم میں سے دیا ہم نے ایک دستور اور راہ۔“

یحییٰ بن وثاب کی قرأۃ میں ”شـــرعة“ کی بجائے ”شریعة“ ہے۔ (روح المعانی، ج:۶، ص:۳۳۹)

علامہ ابن کثیرؒ نے مشہور مفسر قرآن سے روایت کی ہے:

"قال قتادة: وفي الفرقان شريعة يحل الله فيها مايشاء ويحرم مايشاء۔"

(تفسیر ابن کثیر،ج:۲،ص:۶۶)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں: "اور فرقان میں شریعت وہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ جو چاہیں حلال فرمائیں اور جو چاہیں حرام فرمادیں۔"

علامہ قرطبیؒ نے بھی جلیل القدر تابعی اور مفسر قرآن حضرت قتادہؒ کا قول نقل کیا ہے:

"الشرعة والمنهاج دين محمد صلى الله عليه وسلم۔"

(تفسیر قرطبی،ج:۶،ص:۲۱۱)

ترجمہ: "شرعۃ اور منہاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔"

علامہ قرطبیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"الشريعة ماشرع الله لعباده من الدين۔" (تفسیر قرطبی،ج:۳،ص:۲۱۱)

ترجمہ: "شریعت وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مشروع فرمایا ہے۔"

امام فخرالرازیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"فالشريعة فعيلة بمعنى المفعولة وهي الاشياء التي اوجب الله تعالىٰ على المكلفين ان يشرعوا فيها۔"

(تفسیر کبیر،ج:۴،ص:۳۷۲)

ترجمہ: "الشریعۃ: فعیلۃ" کے وزن پر "مفعولۃ" کے معنی میں ہے اور وہ اشیاء ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مکلفین پر لازم فرمائی ہیں کہ انہیں قانون بنائیں۔"

مندرجہ بالا تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا قانون ہے، لیکن جو شریعت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بھیجی وہ شریعت موسوی اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بھیجی وہ شریعت عیسوی اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بھیجی وہ شریعت محمدی کہلائی۔

شریعت محمدیہ چونکہ آخری شریعت ہے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والرسل ہیں آپ کی شریعت آپ کی بعثت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے حتیٰ کہ برزخ، حشر اور عالم آخرت میں آپ ہی کی نبوت جاری وساری ہے اور آپ کی شریعت نے پہلی تمام شرائع منسوخ کردی ہیں، جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو علیحدہ شریعت عطا فرمائی پھر وہ ساری یا کچھ شریعت دوسری رسالت سے منسوخ فرمائی جو اس کے بعد آئی، یہاں تک کہ تمام شرائع منسوخ فرمادیں اس شریعت کے ساتھ جو اپنے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر بھیجا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام زمین والوں کے لئے مبعوث فرمایا اور انہیں سارے انبیاء کے لئے آخری بنایا۔" (تفسیر ابن کثیر،ج:۲،ص:۶۶)

اب قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے تمام امور، خواہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے یعنی اخروی زندگی میں کامیابی کا سارا دارومدار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔

وہ امور، خواہ سلطنت کے دستور یا ملک گیری کے متعلق ہوں یا ملکوں کے انتظامی امور یا صلح اور لڑائی کے معاملات، حکومت کے محتسبوں کے کام، مثلاً: ظالموں کی سزا، مظلوم کی دادرسی، حدود وتعزیرات کا اجرا، شہوت، غصہ، ظلم کے راستوں کی روک تھام، انصاف کے راستے کی روکاٹیں دور کرنا تدبیر منزل سے متعلق ہوں، اخلاق کی اصلاح ہو، گھریلو تدبیریں ہوں یا آداب کی درستگی کے قاعدے، عدالتوں کے معاملات اور ان کے فیصلوں کے دستور العمل، حدود، تعزیرات، دیگر فوجداری دیوانی مقدمات وصلح واقرار کے ضابطے، فتاویٰ کے اصول وضوابط، روایات ضبط ونقل اور فرائض کی تفہیم، تجوید کے قوانین واصول، قرأتوں کی وجوہ وروایات، ادغام کے قواعد، پرلون اور ہمزے کی تخفیف قاعدے، اخفاء واظہار کے قوانین، عابدین کے اوراد ووظائف، نوافل اور تلاوت قرآن مجید میں صراط مستقیم کی وضاحت، شب وروز کے معمولات کی ادعیات آداب وطور طریقے۔

عارفین کی رہنمائی، ذات وصفات وافعال الٰہی کے اسرار رموز جو پوری کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں اور اس سلسلے کے دیگر بے شمار علوم، واعظین کی وعظ ونصیحت، توضیح وتشریح، برزخ، حشر ونشر، پل صراط کی تکلیفیں، حساب اور میزان کی کیفیات، جہنم کے مختلف اقسام کا عذاب، جنت کے بڑے بڑے رتبے اور ثواب بڑی شرح وبسط سے بیان کرنا، ان مقامات میں نفع دینے والے اور نقصان پہنچانے والے امور کی نشاندہی، ترغیب وترہیب کے ذریعے کفار کو دعوت الی الاسلام، گناہگاروں اور فساق وفجار سے توبہ کرانا۔

علماء ومشائخ کے کام، امت کو راہ پر لانا، امت کو سمجھانے کے لئے ہزاروں تدبیریں اور حیلے سوچنا، آدمیوں کو ان کی استعداد کے موافق کام سونپنا اور کام لینا۔

مرشدین وکاملین کے امور، ہزاروں لاکھوں طالبین الٰہی کی رہنمائی، ہر ایک کی استعداد اور حوصلے کے مطابق رہنمائی، مطلب تک پہنچنے کے لئے راہ کا پتہ، ان کی وحشت دور کرنا، احوال، مقامات، مراتب اور مناصب کی رہنمائی، مسترشدین کے باطن میں اپنی باطنی توجہ سے طرح طرح کی تاثیرات۔

محبوبین، نازنین جن کے گل بدن کو جمال الٰہی نے اپنا پاک گھر ٹھہرایا ہوا ہے اور کوہ طور کی حسن ازلی کے انواروں نے ان کو روشن کرکے اللہ تعالیٰ کی بے قرار کرنے

والی شان محبوبیت ان میں جلوہ گر ہے، اپنی محبت وکشش سے لوگوں کے قلوب کو شکار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حسن ازلی کے لاکھوں عاشق، بغیر کسی منفعت کے حصول اور بغیر کسی کمال کی خواہش کے دور دراز سے فقط دیدار کے بھوکے دیوانوں کی طرح دوڑے چلے آتے ہیں، جوان مراتب سے بہرہ مند ہوئے ہیں، سب دلوں کے محبوب اور خلائق کا مرجع ہوگئے، تمام مخلوق کا جھکاؤ ان کی طرف ہوگیا جیسے غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ وغیرہما بے حد و بے شمار، ان کے لئے راہنما اصول۔

امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ ائمہ مجتہدین کے لئے راہنما اصول وضوابط۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد اور امام نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہما محدثین عظام کے لئے قواعد وضوابط کی اساسیں۔

یہ چند امور ہیں ورنہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر دنیا کے آخری دن تک کا عرصہ جو صدیوں پر محیط ہے اس عرصہ میں پیدا ہونے والے مکلفین جو شمار میں آ ہی نہیں سکتے، سب کی نجات کا واحد راستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے اور اس پر چلنا ہے۔

جس اللہ رب العزت نے سورج کو بظاہر روشنی وحرارت کا ذریعہ بنایا، تمام مخلوق کے لئے فائدہ اٹھانے کے باوجود نہ اس کی حرارت اور روشنی ختم ہوئی اور نہ ہی کم ہوئی۔

جیسے سمندر کو اپنی تمام مخلوق کے سیراب کرنے کا ذریعہ بنایا، جو تمام مخلوق کو ہمیشہ سے سیراب کر رہا ہے، وہاں کسی قسم کی کمی نہیں، جیسے بیت اللہ جمال الٰہی کی تجلی سے جگمگا رہا ہے اور ہر آئے دن تشنگان کے سیراب ہونے میں اضافہ ہی ہو رہا ہے، اس کے فیوض وبرکات بڑھتے جارہے ہیں، جیسے کوئی کمی نہیں ہو رہی، ایسے ہی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ بے کینہ سے رشد وہدایت کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر تشنگان رضائے الٰہی کو سیراب کرتے چلے آرہے ہیں، یہ صرف ایک مثال کے طور پر ہے ورنہ کیا نسبت ہے سمندر کو سینہ اطہر سے جس کی وسعت کے مقابلے میں پوری کائنات کی وسعت کی کوئی حقیقت نہیں اور کیا نسبت ہے سورج کو جہاں غروب اور گرہن ہے، سراج منیر سے جو گرہن اور غروب سے محفوظ ہے، اور بیت اللہ کو اس ذات سے جو تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ ہے۔

تشنگان رضائے الٰہی کی سیرابی کے لئے رب العالمین نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو حوصلے کی فراخی عطا فرمائی جو شرح صدر سے عبارت ہے، جس کا سمجھنا کسی کے بھی بس میں نہیں، تفسیر عزیزی میں ہے۔

''شرح صدر مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کسی بشر کو ممکن نہیں ہے کہ قرار واقعی اس کو دریافت کر سکے، اس واسطے کہ آپ کے کمال کا مرتبہ نبوت کا خاتمہ ہے، کسی کو حاصل نہیں، تو آپ کے مرتبے کی پہچان بھی کسی کو حاصل نہ ہوئی، کسی شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے:

''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

(تفسیر عزیزی، ج:۴، ص:۴۷۸)

چونکہ شرح صدر کا یہ مقام مختص ہے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طلب فرمانے پر بھی حاصل نہ ہوا، جبکہ آپ کو بے طلب مل گیا، اب آیئے، اصل موضوع کی طرف۔

اس شرح صدر کی بدولت آپ کو مسائل و احکام، کلیات واضوابط، اصول وقواعد کی بصیرت اس سے زیادہ حاصل تھی، جس طرح سے ظاہری آنکھوں سے رؤیت حاصل ہوتی ہے، جو تمام شکوک وشبہات کی تمام جہات سے پاک وصاف ہے، جسے عین الیقین سے بھی بڑھ کر سمجھنا چاہئے اور یہ صرف آپ کا ہی مقام ہے کسی اور کو حاصل نہیں وجہ اس کی آپ پر نبوت کا خاتمہ ہے جیسا کہ بیان ہو چکا۔

اسی شرح صدر رؤیت اور بصیرت کے ذریعے آپ اجتہاد فرماتے، رائے قائم فرماتے، استنباط فرماتے، استخراج فرماتے اور یہ تمام امور وحی سے ہی ہوتے تھے تاکہ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے صراط مستقیم کی نشاندہی ہر قسم کے شکوک وشبہات سے بالاتر ہو، کیونکہ مقصود حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ ہی شارع، حاکم اور مقنن ہیں، قانون ساز بھی وہی ذات احکم الحاکمین ہے۔

اگر آپ کی رائے میں منشائے الٰہی کے لحاظ سے کوئی فرق ہوتا تو وحی اس کی تصحیح کر دیتی، کیونکہ آپ کے بعد وحی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہونا تھا، اب اس مسئلے کو قرآن کریم، حدیث اور مفسرین سے سمجھتے ہیں۔

''حضرت حسانؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سنت لے کر اسی طرح حاضر ہوتے جیسے قرآن لے کر حاضر ہوتے۔'' (سنن دارمی، ص:۷۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آگاہ رہو مجھے قرآن بھی عطا ہوا ہے اور اس کی مثل اور بھی اس کے ساتھ عطا ہوا ہے۔''

(مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۲۹)

حضرت ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

''انی اوتیت'' (یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا) ہے: ''القرآن ومثلہ'' یعنی مجھے قرآن کریم بھی عطا ہوا اور قرآن کے مثل بھی اس کے ساتھ عطا ہوا۔ (معہ) اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک ان میں سے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو: ''وحی باطنی، غیر متلو بھی اتنی ہی عطا ہوئی جتنی کہ وحی ظاہر۔'' (مرقاۃ، ج:۱، ص:۲۳۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ماخذ بھی

قرآن کریم ہی ہوتا، چنانچہ ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

"ابن ابی حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: "جب میں تمہیں کوئی حدیث بیان کروں تو اس کی تصدیق میں تمہیں قرآن کریم سے بتا سکتا ہوں۔" (مرقاۃ، ج:۱، ص:۲۴۰)

حضرت عبداللہ بن جبیرؒ سے مروی ہے:

"مجھے جو بھی حدیث اس طرح حاصل ہوئی میں نے اس کا مصداق قرآن کریم میں پالیا۔" (مرقاۃ، ج:۱، ص:۲۴۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نص قرآنی کی عدم موجودگی میں جو حکم صادر فرماتے یا آپ کی رائے میں جو انصاف ہوتا یا قرآن کریم کے احکام کی تشریح و تاویل فرماتے وہ شارع ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس شرح صدر، بصیرت اور رویت کے ذریعے فرماتے جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے، آپ کی حیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی، نہ کہ قانون سازی کی۔"

"إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ۔" (النساء:۱۰۵)

ترجمہ: "بے شک ہم نے اتاری تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو کچھ سمجھا دے تجھ کو اللہ۔"

علامہ قرطبیؒ اس کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"ارشاد باری تعالیٰ "بما ارٰک اللہ" اس کا معنی ہے شریعت کے قوانین یا تو وحی اور نص کے ساتھ ہیں یا ایسا غور و فکر جو وحی کے طریقے پر جاری ہو اور قیاس میں بھی یہی اصول ہے اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی رائے قائم فرماتے تو صحیح رائے قائم فرماتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ دکھاتا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے عصمت کی ذمہ داری لی ہے۔" (تفسیر قرطبی، ج:۵، ص:۳۷۶)

علامہ فخر الرازیؒ اسی آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: "جان لو کہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں: "الی قولہ: بما ارٰک اللہ" اس کا معنی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمایا اور اس علم کو علم بالرؤیۃ اس لئے کہا گیا کہ علم یقینی جو شکوک و شبہات کی تمام جہات سے پاک وصاف ہو وہ قوت اور ظہور میں رویت کے قائم مقام ہوتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کوئی شخص یوں نہ کہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھایا میں نے اس کے مطابق فیصلہ کیا، بیشک اللہ تعالیٰ نے یہ منصب جلیلہ اپنے نبی کے سوا کسی کو عطا نہیں فرمایا، ہم میں سے کسی ایک کی رائے ظن ہوگی علم نہیں ہوسکتا۔"

"جب آپ یہ سمجھ چکے تو ہم کہتے ہیں محققین علماء نے فرمایا ہے کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی فیصلہ فرماتے وہ وحی اور نص کے ساتھ ہوتا۔" (تفسیر خازن، ج:۱، ص:۳۷۴)

ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کا ہر فیصلہ وحی اور نص کے ذریعے ہوتا، آپ کی رائے بھی وحی اور نص کے مطابق ہوتی اگرچہ کبھی وحی اور نص ظاہر ہوتے اور کبھی خفی۔"

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق۔"

اس آیت سے پانچ مسائل ثابت ہوئے: ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے مسائل میں جن میں قرآن کریم کی کوئی نص صریح وارد نہ ہو، اپنی رائے سے اجتہاد کرنے کا حق حاصل تھا اور مہمات کے فیصلوں میں آپ نے بہت سے فیصلے اپنے اجتہاد سے بھی فرمائے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجتہاد و رائے وہی معتبر ہے جو قرآنی اصول و نصوص سے ماخوذ ہو، خالص رائے اور خیال معتبر نہیں اور نہ اس کو شریعت میں اجتہاد کہا جاسکتا ہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد دوسرے ائمہ مجتہدین کی طرح نہ تھا، جس میں غلطی اور خطا کا احتمال ہمیشہ باقی رہتا بلکہ جب آپ کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے فرماتے تو اگر اس میں کوئی غلطی ہوجاتی تو حق تعالیٰ اس پر آپ کو متنبہ فرما کر آپ کے فیصلہ کو صحیح اور حق کے مطابق کرا دیتے تھے، اور جب آپ نے کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے خلاف کوئی چیز نہ آئی تو یہ علامت اس کی تھی کہ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس کے نزدیک صحیح ہے۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ قرآن سے سمجھتے تھے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا سمجھایا ہوا ہوتا تھا، اس میں غلط فہمی کا امکان نہ تھا، بخلاف دوسرے علماء و مجتہدین کے کہ ان کا سمجھا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بتلایا ہے، جیسا کہ اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق "بما ارٰک اللہ" وارد ہے، اسی وجہ سے جب ایک شخص نے فاروق اعظمؓ سے یہ کہا: "فاحکم بما ارٰک اللہ" تو آپ نے اُسے ڈانٹا کہ یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔" (معارف القرآن، ج:۲، ص:۵۴۲،۵۴۳)

ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شارع اور حاکم حقیقی صرف اللہ جل شانہ ہیں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کا پیغام اور شریعت امت کو پہنچاتے تھے، اگر کہیں کسی نے آپ پر یا کسی پیغمبر پر شارع کا اطلاق کیا ہے تو صرف مجازاً ہے اور آپ کو قانون ساز کہنا کسی طور درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ☆☆

ختم نبوت کوئز پروگرام

کراچی (محمد عبدالوہاب پشاوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی نشست اور ختم نبوت کوئز پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ماہانہ تربیتی نشست:

۳/ اپریل ۲۰۱۴ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد اقصیٰ (مرکز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر) ۱۷-بی شاہ لطیف ٹاؤن بن قاسم میں منعقد ہوا، جس میں مولانا قاضی احسان احمد (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے مدلل و مفصل بیان کیا۔

۵/ اپریل ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر تا عصر جامعہ مجیدیہ ملیر میں منعقد ہوا۔ پروگرام میں اقرأ نورالقرآن، ایم اے اسکول، اقرأ روضۃ القرآن، مدرسہ یوسفیہ، مدرسہ بیت القرآن، جامعہ مجیدیہ، الفاروق اسلامک اسکول، اقرأ معارف القرآن، اقرأ تدریس القرآن اور مدرسہ ابوحنیفہ کے تین تین طلبا نے حصہ لیا۔ طلبا کو تیاری کے لئے شعور ختم نبوت وفتنہ قادیانیت نامی کتابچہ دیا گیا تھا۔ طلبا سے عقیدۂ ختم نبوت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام وحضرت امام مہدی علیہ الرضوان اور فتنہ قادیانیت کے متعلق سوالات کئے گئے۔ پہلی پوزیشن جامعہ مجیدیہ، دوسری پوزیشن الفاروق اسلامک اسکول اور تیسری پوزیشن اقرأ روضۃ القرآن کے طلبا نے حاصل کی۔ کامیاب طلبا کو قیمتی انعامات سے نوازا گیا۔ اس کے علاوہ پروگرام میں شریک تمام طلبا کو انعامات سے نوازا گیا اور سامعین سے بھی مختصر سوالات پوچھے گئے۔ صحیح جواب دینے والوں کو خوبصورت تحفے دیئے گئے۔

آخر میں مولانا قاضی احسان احمد (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے مختصر بیان کیا۔ پروگرام کی صدارت مفتی محمد طارق (مدیر جامعہ مجیدیہ) کررہے تھے اور جج کے فرائض مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر) سرانجام دے رہے تھے۔ پروگرام میں علاقے بھر کے جید علماء کرام، مدارس کے اساتذہ واسکول کے ٹیچر اور علاقے کے مسلمانوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ پروگرام مولانا زرمحمد خان کی دعائیہ کلمات سے اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ: آپ کے مسائل

اوراس کے کفریہ ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں، لہٰذا اس قسم کے کفریہ الفاظ پر مشتمل ہونے والے طریقہ علاج سے علاج کرنا کرانا شرعاً جائز نہیں بلکہ ناجائز وحرام ہے۔ اسی طرح اس کو سیکھنا سکھانا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

”عن عوف بن مالک الاشجعی قال: کنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا یارسول الله! کیف تری ذلک، فقال اعرضوا علی رقاکم لاباس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک۔“ (مشکوٰۃ، کتاب الطب، ص:۳۸۸)

ترجمہ: ”حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کے ذریعہ منتر پڑھا کرتے تھے (جب اسلام کا زمانہ آیا تو) ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ان منتروں کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان منتروں کو پڑھ کر مجھ کو سناؤ، جب تک ان میں شرک نہ ہو میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔“

(مظاہر حق، ص:۲۲۵، ج:۴، کتاب الطب، طبع دارالاشاعت، کراچی)

”وفی المرقاة للقاری: ان الرقیٰ یکره منها ماکان بغیر لسان العرب وبغیر اسماء الله تعالیٰ، وصفاته وکلامه فی کتب المنزلة....لا بأس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک ای کفر۔“ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۴/۵۰۱، بمبئی)

”وانما تکره العوذة اذ کانت بغیر لسان العرب، ولا یدری ماهو ولعله یدخله سحرا و کفرا وغیر ذلک واما ماکان من القرآن أو شیئی من الدعوات فلا بأس به۔“ (ردالمحتار علی الدرالمختار، ج:۶، ص:۳۶۳، طبع سعید)

”أجمع العلماء علی جواز الرقیٰ عند اجتماع ثلاثة شروط ان یکون بکلام الله تعالیٰ اوباسمائه وصفاته وباللسان العربی او بما یعرف معناه من غیره وان یعتقد ان الرقیة لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالیٰ۔“

(فتح الباری، ج:۱۰، ص:۱۹۵، طبع بیروت)

Regd: SS-160

زیر نگرانی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر میں

الائیڈ بھری

نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

33 واں

سالانہ ختم نبوۃ کورس

مقدس

زیر سرپرستی
حکیم العصر محدث کوراں ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا
عبدالمجید لدھیانوی صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

عظیم خوشخبری

امسال ختم نبوت کے شرکاء کو ساتھ ہی مزید دو کورس بھی کرائے جائیں گے:
۱:... قرآن عربی کورس، ۲:... طریقہ درس قرآن و حدیث
یہ دونوں کورس پروجیکٹر کی مدد سے پڑھائے جائیں گے
گویا:
امسال ختم نبوت کے شرکاء قرآن مجید کی گرامر، ترجمہ اور قرآن و حدیث کا درس دینے کے لئے بھی تربیت یافتہ ہو جائیں گے۔

بتاریخ 2 شعبان ۱۴۳۵ھ تا 25 شعبان ۱۴۳۵ھ مطابق 31 مئی 2014ء تا 23 جون 2014ء

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670